



امن مذاکرات

افسوس

مذاکرات سبوتاژ کرنے والی
قوتیں کامیاب ہو گئیں۔

ایڈیٹر انچ: سید ساجد میر

ممتاز خطیب مولانا محمد اوس قریشی
کی اسیری اور رہائی!

واقعہ خضر علیہ السلام
قرآن و سنت کی روشنی میں!

حجاب

پردے سے متعلق
اسلامی تعلیمات
کیا ہیں؟



نرخ مقرر کرنا.....؟؟
مشینری پر ڈگولہ.....؟؟
شراب کا اجازت نامہ.....؟؟

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

حافظ عبداللہ

درس حدیث

وضوء کی سنتیں

گزشتہ شمارے میں وضو کے چھ فرائض بیان ہوئے۔ جہاں تک وضو کی سنتوں کا تعلق ہے یہ کم و بیش سترہ (۱۷) ہیں۔ سنت کی تعریف یہ ہے کہ جو عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان یا عمل سے ثابت ہو یا وہ عمل جسے آپ ﷺ نے کسی صحابی کو کرتے دیکھا اور منع نہیں فرمایا یعنی قوی، فعلی اور نظری۔ وضو کی پہلی سنت یہ ہے کہ انسان وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے کیونکہ ارشاد نبویؐ ہے کہ ہر وہ عظیم کام جو بسم اللہ پڑھے بغیر شروع کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے۔ دوسری سنت مسواک ہے اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسواک کرنے والے کا منہ صاف ہو جاتا اور اللہ خوش ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ سمجھتا تو انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔ مسواک خشک یا تر لکڑی سے تیار ہوتی ہے بعض پودوں کی جڑیں بھی اس مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ مسواک کی لمبائی کے متعلق جو بات ہمارے ہاں مشہور ہے کہ اس کی لمبائی ایک باشت یعنی ۹ انچ کے برابر ہو درست نہیں۔ مسواک کی لمبائی کے بارے میں کچھ بھی احادیث میں موجود نہیں، بعض لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ لمبی مسواک پر شیطان جھولے لیتا ہے یہ بالکل باطل نظریہ ہے۔ ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہے مگر ڈاکٹری اصول کے مطابق ٹوتھ برش دوائی کے بغیر استعمال کرنا نقصان دہ ہے۔ لکڑی کی مسواک میں لکڑی کا رس دانتوں کو مضبوط بناتا ہے۔ معدہ کی اصلاح کرتا ہے اور پیشاب آور ہے، دانتوں کی زردی ختم ہو جاتی ہے اور دانتوں کی بیماری سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ روزے کی حالت میں صبح وشام جب چاہے مسواک کی جاسکتی ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپؐ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔ مسواک ہر وقت کرنا پسندیدہ عمل ہے مگر کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں مسواک کرنا بہت زیادہ مستحب ہے مثلاً وضو کے وقت، نماز کے وقت، تلاوت قرآن کے وقت، نیند سے بیدار ہو کر، مسواک کو استعمال کے بعد اچھی طرح پانی سے دھو کر نچوڑ لیا جائے تاکہ اس کے ریشے جلدی خراب نہ ہوں، رات کو سونے سے قبل اور ہر کھانے کے بعد مسواک کی جائے اور مسواک، دانت کی لمبائی کی طرف کی جائے تاکہ دانتوں کے درمیان پھنسے ہوئے ذرات نکل جائیں اور دانت خراب نہ ہوں۔ اگر کسی شخص کے دانت نہ ہوں تو وہ اپنی انگلی سے مسواک کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ جس شخص کے دانت نہ ہوں وہ کیا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنی انگلی سے مسواک کرے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنی انگلی منہ میں ڈال کر صفائی کرے۔ رسول اللہ ﷺ بیماری کے عالم میں بھی مسواک استعمال کرنا چاہتے تھے مگر کمزوری کی وجہ سے لکڑی کو چباتے ہوئے وقت محسوس ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے اپنے دانتوں سے چبا کر نرم کیا پھر آپؐ نے مسواک استعمال فرمائی۔ (جاری)

درس قرآن

نعمتوں پر شکر

﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُوهَا وَأَكْثَرُهُمْ كَافِرُونَ﴾

(البقرة: ۴۰)

”یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے بھی انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر ایسے ہیں جو ناشکرے ہیں۔“

ہر انسان میں اللہ عزوجل نے خوبیوں اور خامیوں کو رکھا ہے، خوش نصیب انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنی خوبیوں کو بروئے کار لاتا ہے اور خامیوں پر کٹر شول اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، دنیا اور آخرت میں ایسے ہی خوش نصیب کی تعریف ہے۔ جو کسی کے احسان کا احسان مند ہوتا ہے اور اپنے محسن کے احسان کا شکریہ ادا کرتا ہے، یہ وہ اچھا انسان ہے جو اللہ کی عطا کردہ خوبی کو استعمال کر رہا ہے، اس کے برعکس احسان فراموش کو کہیں بھی عزت و احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ انسان کے سب سے بڑے محسن اور منعم اس کے حقیقی خالق و مالک ہیں، انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کو شمار نہیں کر سکتا۔ فرمان الہی ہے: (ترجمہ)

”اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو بھی گن نہیں سکتے، بے شک انسان بہت بڑا ظالم، بے انصاف اور ناشکر ہے۔“ (۳۳/۱۴)

اللہ محسن نے انسان کو کتنی خوبصورت شکل عطا کی، اس کو عجیب و غریب دل و دماغ دیا، یقیناً انسان اس پر تھوڑا سا بھی غور کرے تو اللہ مالک و منعم کے انعامات کا اندازہ لگا سکتا ہے اور جو انسان بھی اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اس کا سب سے زیادہ فائدہ شکریہ ادا کرنے والے ہی کو ہوتا ہے۔ ایک انسان احسان مند پر اور مزید احسان کرنے کی خواہش کرتا ہے اور یہی معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جس نے شکر ادا کیا ایسے شکر ادا کرنے والے کے شکر کا فائدہ اسی کو ہوگا۔ اور جس نے ناشکری کی پس بے شک میرا رب بے پروا اور بڑا کریم ہے۔“ (۴۰/۲۷)

سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ترجمہ)

”اور جب تیرے رب نے تمہیں آگاہ کیا کہ اگر تم نے شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے۔“

پس ہر ایک کو چاہیے کہ جس طرح ہم لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اپنے حقیقی خالق و مالک کا بھی شکریہ ادا کریں اور یہ شکر انسان کی زبان، دل اور اعمال سے ہونا چاہیے۔

اصلاح معاشرہ میں حسن اخلاق کا کردار

آج ہمارا معاشرہ جس برق رفتاری کے ساتھ روبہ انحطاط ہے، وہ ہر باشعور شہری کے لئے باعث تشویش ہے۔ آئے روز چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری، رشوت ستانی، بدعات کی فراوانی، بے پردگی، فحاشی، ناپ تول میں کمی، ٹی وی کی یلغار، انغوا اور دہشت گردی کے واقعات کا رونما ہونا مسلم معاشرے کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔ ایسے واقعات اس امر کے غماز ہیں کہ یہاں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی ضابطے یکسر نظر انداز اور فراموش کئے جا رہے ہیں۔ جب کہ اسلام نے اپنی تعلیمات میں حسن اخلاق کو بڑی اہمیت دی ہے۔ وہ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جو ہر قسم کی مفاد پرستی، لوٹ کھسوٹ، ظلم و نا انصافی، اخلاقی بے راہروی سے پاک اور خلوص و صداقت، امانت و دیانت، اکل حلال و صدق مقال اور ایثار و ہمدردی کا آئینہ دار ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر شعبہ حیات میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگرچہ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنی اخلاقی قدروں کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اسلام کی تعلیمات و ہدایات میں جو جامعیت و کمال، رفعت و بلندی اور حسن و خوبی موجود ہے دوسرے مذاہب ان سے تہی دامن ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ کہ میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ شاہد ہے کہ آپ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ کی پوری حیات مبارک حسن عمل اور حسن اخلاق کا ارفع و اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت طیبہ کو پوری انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ اسوۂ حسنہ کے تابندہ نقوش پوری جامعیت اور اکملیت کے ساتھ اسوۂ محمدی کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ ”گویا آپ کی پوری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے۔“ قرآن مجید کا یہ بھی ارشاد ہے: وَانْكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ کہ آپ اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اسلام نے جہاں عبادتِ خداوندی اور حسن معاملات پر زور دیا ہے، وہاں حسن اخلاق کو بھی اپنی تعلیمات میں اہم مقام دیا ہے۔ دراصل عبادات بھی انسان کے اخلاق حسنہ کی تکمیل کرتی ہیں۔ جس طرح نماز بے حیائی اور فواحش سے روکتی ہے، روزہ تقویٰ و طہارت پیدا کرتا ہے، اسی طرح دوسری عبادات سے مقصود بھی انسان کو پاک سچا اور با اخلاق مسلمان بنانا ہے۔ حسن اخلاق کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کے چند ارشادات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

○ مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان ان لوگوں کا ہے جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

○ تم میں سے بہتر سب سے اچھے اخلاق والے ہیں۔

○ بہترین چیز جو لوگوں کو عطا کی گئی ہے وہ اچھی عادت ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے سب سے محبوب بندے وہ ہیں جو اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔

○ حسن اخلاق والا شخص قیامت کے روز میرا قریب ترین ساتھی ہوگا۔

○ آپ ﷺ نے بد خلقی کو بد بختی کے مترادف قرار دیا ہے۔

ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام جس طرح انسان کی اخروی زندگی کو کامیاب و سرخرو بنانا چاہتا ہے اسی طرح دنیوی زندگی کو بھی اسلام کے مطابق حسن و خوبی کے ساتھ گزارنے کی تلقین کرتا ہے۔ دراصل اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان دنیا میں اپنے باہمی تعلقات کو حسن سلوک، معاملات کو عدل و انصاف اور حقوق و فرائض کو اعتدال و توازن کے ساتھ انجام دے تاکہ صحت مند اور صالح معاشرہ وجود میں آسکے۔ اسی طرح اخروی زندگی میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جمیں نیاز جھکانے، تقویٰ و طہارت اپنانے، قول و عمل میں یکسانیت پیدا کرنے اور اخلاقی قدروں کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اسلام کے ضابطہ اخلاق پر کاربند ہونے سے معاشرہ شر و فساد اور بے راہروی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اسی ضابطے کی آغوش میں انسانیت بہار زندگی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 دین اسلام کی خوبیاں اور فضیلتیں (خطبہ حرم)
- 8 راحت و مصیبت پر صبر و شکر
- 11 واقعہ حضرت علیؓ (قرآن مجید کی روشنی میں)
- 14 پردہ..... اسلام میں
- 17 مولانا ابوالکلام آزادؒ
- 18 بصری الثام کی سیر
- 22 امیر محترم کا دورہ سرگودھا (رپورٹ)
- 23 مولانا محمد یوسف پسروری..... اسیری سے رہائی
- 25 اخبار الجماعۃ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرف بقی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
بذریعہ پی پی 535/- روپے
بیرونی ممالک سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

سینیئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”المشر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

شاعر نے خوب کہا ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است بادوستاں تلفت بادشمنان مدارا
ذرا عہد رسالت کو پیش نظر رکھئے کہ رسول مکرم ﷺ نے اپنی امت کی تعلیم و تربیت کا فریضہ اس حسن و خوبی اور اخلاق کریمانہ کے ساتھ سرانجام دیا کہ ۲۳ سال کے مختصر عرصہ میں آپؐ نے جہالت میں ڈوبی ہوئی قوم کو علم و آگہی سے آراستہ کر دیا۔ چوری اور لوٹ مار کے عادی دوسروں کے مال و دولت کے محافظ بن گئے۔ زنا اور بدکاری کے رسیا عصمتوں کے نگہبان ہو گئے۔ درندہ صفت اور وحشی لوگ کاروان انسانیت کے امام بن گئے۔ الغرض آپؐ کی تعلیمات اور حسن اخلاق سے ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی مثال ناپید ہے۔ اس وقت ہمارا معاشرہ جن اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر ناہمواریوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، اس میں صحت مند تبدیلی لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم انہی ضابطوں اور اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں اور انہیں دل و جان سے اپنائیں۔ جن اصولوں سے نبی اکرم ﷺ نے انسانوں کی اصلاح و تربیت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ کیونکہ انہی اصولوں کو اپنانے سے انسانیت امن و راحت کی آغوش میں پنپ سکتی ہے اور معاشرے میں صحت مند انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

افسوس! مذاکرات سبوتاژ کرنے والی قوتیں کامیاب ہو گئیں۔ سینئر پروفیسر ساجد میر

آپریشن کے نتائج منفی نکلے تو بڑے پیمانے پر خون ریزی کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔

لاہور:- مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ افسوس! مذاکرات سبوتاژ کرنے والی قوتیں کامیاب ہو گئیں۔ یہ ملک و قوم کے لیے بڑی بد قسمتی ہے۔ اس صورتحال نے پورے ملک کو بارود کے ڈھیر پر بٹھا دیا ہے۔ فوجیوں کے گلے کاٹنے کا عمل انتہائی افسوس ناک ہے۔ فوج کو ایک نئے آپریشن میں جھونکنا دانشمندی نہیں، آپریشن کے نتائج ہمیشہ منفی نکلے، بڑے پیمانے پر خون ریزی کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔ آپریشن کے لیے فضا بنائی گئی، مذاکرات کے دروازے مکمل طور پر بند نہیں کر دینے چاہئیں۔ علماء کے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے انکا کہنا تھا کہ مذاکرات کے حامیوں کے بارے میں یہ تاثر دینا نا انصافی ہے کہ وہ طالبان کے حامی ہیں، ان کی دہشت گرد کارروائیوں کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں۔ طالبان کے نکتہ نظر سے یہ مذاکرات کیلئے سازگار ترین ماحول تھا لیکن اس کے باوجود دہشت گردی کی کارروائیوں میں مزید شدت دیکھنے میں آئی۔ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے میں بھارت و مغربی طاقتوں کے ساتھ چند مسلمان ممالک بھی شامل ہیں۔ کوئی بھی ملک اگر کسی تنظیم کی مدد اپنے مقاصد کیلئے کر رہا ہے تو اس سے صرف نظر رکھنے کی نہیں بلکہ اس کے خلاف سخت ایکشن کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے دوست ممالک پاکستان کو اپنی جنگ کا اکھاڑا بناتے ہیں تو اس سے بڑی دشمنی کیا ہو سکتی ہے۔ بھارت کی بلوچستان میں مداخلت کے ثبوت کو الزام تراشی تک محدود نہ رکھا جائے۔

نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محبت نبیؐ کی سدا حرز جاں ہو	لبوں پر فقط ان کی ہی داستاں ہو
سدا اُن کی مدح ہی کرتا رہوں میں	ای سے مزین مرا ہر بیاں ہو
قیامت کی شدت کا ہونا سامنا جب	شفاعت کا سر پر مرے سائبان ہو
مبارک ہوں اوروں کو رہبر انہی کے	مرا پیشوا سرور دو جہاں ہو
زباں سے محبت کا دم ہوں میں بھرتا	عمل کی بھی توفیق رب جہاں ہو
میں ڈھل جاؤں سنت کے ہی رنگ میں	کسی اور جانب نہ قطعاً دھیاں ہو
ملے دست آقاؐ سے مجھ کو واں کوڑ	جہاں شدت نفسی بے گماں ہو
نصیبہ ترا جاگ اٹھے یوں عاصم	کاش کمر
نبیؐ کی محبت کا حاصل نشان ہو	جناب مولانا عبدالرحمان عاصم

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار احمد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

نرخ مقرر کرنا

سوال

بعض اوقات حکومت اشیاء صرف کے ریٹ مقرر کر دیتی ہے اور دکان پر ریٹ لسٹ آویزاں کرنے کو لازمی کر دیتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب

حکومت کی طرف سے قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا اقدام بعض اوقات عوام الناس کیلئے بہت اذیت کا باعث ہوتا ہے اور اس کے مضر اثرات، نفع بخش اثرات سے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ کنٹرول دو طرح سے ہوتا ہے: ایک یہ کہ حکومت اعلان کر دیتی ہے کہ فلاں چیز اتنی قیمت سے زیادہ پر فروخت نہیں کی جاسکتی اور دکانداروں کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ ان اشیاء صرف کے نرخ اپنی دکانوں پر آویزاں کریں تاکہ ہر خریدار دیکھ سکے اور گاہے گاہے حکومت چھاپے بھی مارتی ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو بھاری جرمانہ کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دکاندار کنٹرول ریٹ پر صرف ناکارہ، گندی، غیر معیاری اور ملاوٹ والی چیزیں فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگر کوئی گاہک اچھی اور خالص چیز لینا چاہتا ہو تو اس سے الگ ریٹ ملے کیا جاتا ہے۔

کنٹرول کا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت جس چیز پر کنٹرول کرنا چاہتی ہے، اس کے حصول کیلئے مختلف مقامات پر اس کے ڈپو مقرر کر دیئے جاتے ہیں تاکہ ان ڈپوؤں سے وہ چیز مقررہ نرخ پر دستیاب ہو سکے۔ اس سے بھی چور بازاری جنم لیتی ہے، سب سے زیادہ بددیانتی خود ڈپو ہولڈر کرتے ہیں، وہ عام لوگوں کو خریدا دیتے ہیں اور اپنوں کو نوازنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ڈپو ہولڈر اسے بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے دولت جمع کرتے ہیں، شریعت کی نظر میں اس طرح کا کنٹرول مستحسن نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں اشیاء صرف کے ریٹ بہت بڑھ گئے تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! نرخ بہت بڑھ گئے ہیں، آپ ریٹ مقرر کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی نرخوں پر کنٹرول کرنے والا ہے، وہی تنگی کرنے والا، وسعت دینے والا روزی رساں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں اپنے رب سے بایں حالت ملوں کہ مجھ پر کسی کا کوئی خونی یا مالی حق نہ ہو۔“ (ابوداؤد، البیہق: ۳۴۵۱)

اس حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مہنگائی کے باوجود قیمتیں مقرر کرنے سے انکار کر دیا، آپ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ ہی چیزوں کی رسد کو گٹھانے بڑھانے والا ہے، اس کے ذریعے معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے کہ منڈی کے عوامل کو آزاد رہنے دیا جائے کیونکہ قیمتوں کے تقرر سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا جاتا ہے، اس بناء پر اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد میں اضافہ کیا جائے، حکومت کو ریٹ مقرر کرنے کے بجائے یہ کرنا چاہئے کہ وہ مہنگائی کو توڑنے کیلئے اشیاء صرف کی رسد کو بڑھائے جبکہ قیمتیں مقرر کرنے سے منڈی میں ان پر عمل نہیں ہوتا اور چیزوں کی چور بازاری شروع ہو جاتی ہے جس سے لوگوں کی اذیت میں اضافہ ہوتا ہے، اسی بات کی طرف رسول اللہ ﷺ (نے آخر میں) واضح طور پر اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اشیاء صرف میں گرانی خود تا جر حضرات کی پیدا کردہ ہو جیسا کہ ذخیرہ اندوزی سے مصنوعی قلت پیدا کر دی جاتی ہے تو ایسے حالات میں حکومت کو کنٹرول کرنے کا حق ہے لیکن اسے کڑی نگرانی کرنا چاہئے تاکہ چور بازاری کا دروازہ نہ کھلے۔ (واللہ اعلم)

شراب کا اجازت نامہ

سوال

شراب نوشی حرام ہے لیکن حکومت اس کی خرید و فروخت کے اجازت نامے جاری کرتی ہے، کیا اسلام میں اس طرح کا اقدام کیا جاسکتا ہے کہ وہ حرام کام کیلئے پرمٹ جاری کرے، کتاب و سنت کی روشنی میں اس اقدام کی وضاحت کریں؟؟

جواب

قرآن کریم نے شراب کو ناپاک اور شیطانی عمل قرار دیا ہے اور اس سے اجتناب کی تلقین کی ہے، لہذا حکومت کی طرف سے اس کے اجازت نامے جاری کرنا ناجائز اور حرام ہیں۔ شراب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے تاثرات حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کئے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سلسلہ میں دس لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، شراب کشید

کرنے والا، جس کیلئے کشید کی جائے، پینے والا، اٹھانے والا جس کی خاطر اٹھائی جائے، پلانے والا، فروخت کرنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، اسے خریدنے والا اور جس کیلئے خریدی گئی ہے، سب لعنتی ہیں۔“ (مسند امام احمد ص ۲۵، ج ۲)

شراب پینا حرام اور قابل تعزیر جرم ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف شراب پینے والا ہی مجرم نہیں بلکہ اس کے کاروبار سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھنے والا بھی نہ صرف گنہگار ہے بلکہ اللہ کی رحمت سے دور اور ملعون ہے۔ اس کی کمائی بھی حرام ہے کیونکہ شراب ایک ایسی لعنت ہے جس کے برے اثرات پورے معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ لہذا شریعت کی رو سے اس کی خرید و فروخت کیلئے پرمٹ جاری کرنا ناجائز اور حرام ہے، اسلام اس طرح کے اقدامات کی قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ دین اسلام تو ایسے اقدامات کے متعلق اس قدر حساس ہے کہ اگر حلال چیزیں بھی حرام مقاصد کیلئے فروخت کی جائیں تو وہ بھی ناجائز اور حرام قرار پاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ و جدال کے دنوں میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ (بیہقی ص ۳۲۷ ج ۵) اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کاموں سے اجتناب کی توفیق دے۔ آمین!

مشینری پر زکوٰۃ

سوال

زکوٰۃ کے متعلق اسلام کا کیا ضابطہ ہے، کیا فیکٹری میں نصب شدہ آلات اور فرنیچر وغیرہ پر بھی زکوٰۃ لاگو ہے یا صرف پیداوار سے زکوٰۃ دینا ہوتی ہے؟

جواب

اسلام کا قانون یہ ہے کہ پیداوار پر زکوٰۃ ہوتی ہے، پیداوار کے ذرائع زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ زمین سے اُگنے والی زرعی پیداوار سے عشر دیا جاتا ہے، زمین کی قیمت پر زکوٰۃ لاگو نہیں ہوتی۔ اسی طرح دکان میں پڑا ہوا بار دانہ یا فرنیچر پر بھی زکوٰۃ نہیں بلکہ اس میں موجود تجارتی سامان پر زکوٰۃ ہے۔ فیکٹری میں نصب شدہ مشینیں جو پیداوار کا ذریعہ ہیں خود بکاؤ مال نہیں ہوتا، وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوتی ہیں البتہ ان کی پیداوار پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”پیداوار کا ذریعہ بننے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں۔“ (ابوداؤد، الزکوٰۃ: ۱۵۷۲)

اس حدیث میں اگرچہ جانوروں کا ذکر آیا ہے تاہم یہ ایک عام اصول ہے کہ جو چیز پیداوار کا ذریعہ ہے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔ اگر کسی نے پیداوار دینے والی مشینری برائے فروخت رکھی ہے تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ اب وہ تجارتی مال بن چکی ہے لہذا اس سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ لیکن جب اسے پیداوار کیلئے نصب کیا جائے گا تو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، اسی طرح دیگر اشیاء کا حکم ہے۔ (واللہ اعلم)

بخار کیلئے ٹھنڈا پانی

سوال

عام طور پر جس آدمی کو بخار ہو اسے ٹھنڈے پانی سے نہانے کا مشورہ دیا جاتا ہے، بعض اوقات ایسا کرنے سے نقصان بھی ہوتا ہے، کیا یہ کسی حدیث سے ثابت ہے، اس حدیث کا حوالہ دیں؟؟

جواب

صفاوی بخار میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا بہت مفید ہے۔ آج کل شدید بخار کی حالت میں اطباء حضرات بھی مریض کے سر پر برف کی ٹھنڈی پٹیاں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور مریض کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پانی سے دھونے کی تلقین کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”بخار، جہنم کی بھاپ کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔“ (بخاری، الطب: ۵۷۲۳)

مختلف صحابہ کرام سے متعدد احادیث مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بخار کیلئے ٹھنڈا پانی تجویز کیا، لیکن ایسا کرنا اس بخار میں فائدہ مند ہوتا ہے جو گرمی کی وجہ سے ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اہل حجاز اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کو یہ علاج بتایا تھا، انہیں بکثرت گرمی سے بخار ہوتا تھا، اس لئے آپ نے ان کیلئے ٹھنڈے پانی کا استعمال تجویز کیا۔ ان احادیث میں بخار کو ٹھنڈا کرنے کا طریقہ بیان نہیں ہوا، البتہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس جب کوئی بخار زدہ مریضہ آتی تو وہ اس کے سینے پر پانی ڈالا کرتی تھیں۔ (بخاری، الطب: ۵۷۲۳) چونکہ حضرت اسماء، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی ہمیشہ تھیں اور اکثر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جایا کرتی تھیں، اس لئے وہ دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تجویز کردہ علاج رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا ہے۔

بہر حال جس شخص کو گرمی کی وجہ سے بخار ہو، اس کیلئے نہانا مفید ہے۔ جدید طب میں بھی برف کے ٹھنڈے پانی سے اس کا علاج کیا جاتا ہے اور مریض کی پیشانی، اس کے ہاتھ پاؤں پر ٹھنڈی پٹیاں رکھی جاتی ہیں، لہذا بخار والے مریض کو اس ”علاج نبوی“ سے استفادہ کرنا چاہیے، امید ہے کہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم)

دین اسلام کی خوبیاں اور فضیلتیں

فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر اسامہ خیاط
امام مسجد الحرام

ترجمہ — جناب حافظ محمد سرور — ————— جناب حافظ عبدالحمد ازہر

حمد و ثناء کے بعد، اللہ کے بندو!

اے پیروان اسلام!

لوگ دنیاوی کامیابی تک پہنچنے کے لیے اور اس کا راستہ جاننے کے لیے کئی ڈھنگ اختیار کرتے ہیں اور کئی راہیں اپناتے ہیں، لیکن عقلمند یقین رکھتے ہیں کہ اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ جس سے رب کی رضا بھی ملتی ہے، مخلوق کے کام بھی سنورتے ہیں اور جس پر چلنے والوں کو دنیا و آخرت کی کامیابی بھی ملتی ہے، وہ یہاں بھی اور اگلے جہان بھی خوبصورت زندگی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

یہ سچے دین کا راستہ ہے جس کے سوا اللہ کو کوئی دین قبول نہیں، جس کے سوا اللہ نے نہ تو پہلے کبھی کوئی دین مقرر فرمایا اور نہ ہی آئندہ اس کی طرف سے کبھی ایسا ہونے والا ہے۔ فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام پیغمبروں کا، تمام انبیاء کا اور ان کے تمام پیروکاروں کا دین بنایا۔ سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجِرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَامْرَأَتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (یونس: ۷۲)

”تم نے میری نصیحت سے منہ موڑا (تو میرا کیا نقصان کیا؟) میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہ تھا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے یا نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔“

اسی طرح اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے اور ان کے فرزند اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ﴾ (البقرة: ۱۲۸)

”اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا،

ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مطیع ہو۔“

﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيهِ وَيَعْقُوبَ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۲)

”اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب اپنی اولاد کو کر گیا، اس نے کہا تھا کہ: میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔“ جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ

﴿إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ﴾ (یونس: ۸۴)

”اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۵۲)

”جب عیسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟ حواریوں نے جواب دیا، ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے، گواہ رہو کہ ہم مسلم (اللہ کے آگے سراطاعت جھکا دینے والے) ہیں۔“ اور ملکہ سبا نے کہا تھا کہ

﴿قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (النمل: ۴۴)

”اے میرے رب! (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کے لیے اسلام قبول کرتی ہوں۔“

یہی وہ دین ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے

پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ محمدی امت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

(المائدة: ۳)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے وعدے کے بارے میں بتایا، وہ وعدہ کہ جو ہر حال میں پورا ہوتا ہے کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (التوبة: ۳۳)

”وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔“

کیا ایسے دین سے زیادہ قیمتی کوئی شے ہو سکتی ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا، جسے اس نے اپنے تک پہنچنے کا راستہ بنایا اور جو عزت کی بلندیوں تک پہنچنے اور سر بلندی، کاحرانی اور شوکت کے زینوں پر چڑھنے کا تہا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس امت کو روشن مستقبل اور دین حق نیز سر بلندی کی خوشخبری سنا دو۔ ان میں سے جو شخص آخرت کا عمل دنیا کی خاطر کرے گا، آخرت میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔“ (مسند احمد، ابن حبان)

اسی طرح صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے

میرے لیے زمین کے مشرق و مغرب سمیٹ دیئے ہیں۔ میری امت کی سلطنت ان تمام خطوں تک پہنچے گی جو میرے لیے سمیٹے گئے۔“

اسلام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے سامنے سر جھکا دینے، مان لینے اور فرمانبرداری کرنے کا نام ہے اور واجب قرار دیتا ہے کہ عبادت کی تمام تر قسمیں اخلاص کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق صرف معبود حقیقی کے لیے کی جائیں۔ جس کا لازمی تقاضا ہے کہ شرک سے اور شرک کرنے والوں سے کوئی ناتا نہ رکھا جائے۔ کیونکہ شرک اللہ کی توہین ہے، شرک کو اس کا شرک نفسانی اور روحانی طور پر پستی میں گرا دیتا ہے اور جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ توحید سے بلندی پاتا، اخلاص سے عروج حاصل کرتا اور ایک اللہ کی بندگی کا شرف حاصل کرتا جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے۔

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحَابٍ﴾ (الحج: 31)

”اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے جہاں اس کے چچتھرے اڑ جائیں۔“

یہ شرک ہی وہ گناہ ہے کہ جس پر آدمی فوت ہو جائے تو اس کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: 38)

”اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہوں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔“

اللہ کے بندو! اسلام ایک سادہ، حنیف اور فطرتِ سلیم کے موافق دین ہے۔ جس کے ذریعے اللہ نے وہ سختیاں ختم کر دیں اور وہ بوجھ اٹھا دیئے جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھے جو کہ اس کی رحمت، نوازش اور احسان ہے جیسا کہ خود اس کا فرمان ہے: (ترجمہ)

”(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں

اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے لہذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (الاعراف: 157)

یہ ایسا دین ہے جس کے ذریعے اللہ نے معاشرتی نظام کی بنیادیں پختہ کیں، وہ معاشرتی نظام جو اس طرح مربوط ہے جیسے ایک عمارت کے مختلف حصے آپس میں مل کر عمارت کو پائیدار بناتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مومنوں کی باہمی محبت اور ہمدردی کی مثال ایک جسم کی طرح ہے جس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی وجہ سے سارا جسم بخار اور بے خوابی کا شکار ہو جاتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہی میں آتا ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ایک مومن کا تعلق دوسرے مومن کے ساتھ عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوطی دیتا ہے۔“

یہ ایک ایسا دین ہے جس کے ذریعے اللہ نے جان و مال کو، روجوں کو اور عقول کو حفاظت عطا کی ہے۔ چنانچہ اس نے ناحق کسی جان کے قتل کو حرام قرار دیا، عزتوں پر ہاتھ ڈالنے اور بستروں کی حرمت پامال کرنے سے روکا۔ ان تمام نشہ آور، مدہوش کرنے والی اور فتور پیدا کرنے والی چیزوں کے استعمال سے منع کیا جو عقول کی سلامتی کو خراب کرتی ہیں اور لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھانے سے منع کیا خواہ اس کی شکل و صورت کچھ بھی ہو۔

اس دین نے ہر انسان کے حق کی پاسداری کی اور حقوق کے ایک ایسے منفرد نظام کے ذریعے ہر انسان کو اس کی ذمہ داری بتائی جو دوسرے تمام نظاموں سے برتر ہے اور انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے اعلیٰ ہے تاکہ انسانی حقوق کی پاسداری ہو، انسان کا مرتبہ بلند

ہو اور اس کی عظمت کی حفاظت ہو۔

اس دین کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں عدل کی بنیادوں کو راسخ کیا۔ خواہ کوئی مسلمان ہو یا کافر، عربی ہو یا عجمی، کالا ہو یا گورا، مرد ہو یا عورت اور چھوٹا ہو یا بڑا اور اللہ کے ڈر کو وہ بنیاد قرار دیا جس سے ان کی فضیلت کی درجہ بندی ہوتی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

(الحجرات: 13)

”لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔“

لہذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایک ایسا دین جس کی خوبیوں اور فضیلتوں کا یہ ایک سرسری سا خاکہ ہے۔ اسے زمین میں عظمت، سر بلندی، قوت اور شان و شوکت حاصل ہو، اہل اسلام کو چاہئے کہ اپنا دین صرف اللہ کے لیے خالص کر دیں۔ اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی ہر پکار پر لبیک کہیں، جس میں ان کی زندگی پنہاں ہے۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور فرقے میں نہ پڑیں تاکہ انہیں وہ عظمت، برتری اور عزت ملے جو اللہ نے اپنے سچے مومن بندوں کے لیے لکھ دی ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اپناؤ۔ سنت نبوی ﷺ میں کئی ایسی خوشخبریاں موجود ہیں جو اس دین کے لیے قوت، بلندی اور نصرت کی خبر دیتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک یہ ہیں کہ:

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آتا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ”مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں، میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور

راحت و مصیبت پر صبر و شکر

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

خود اس کی طرف سے سرزد ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر انسان کی عاقبت اچھی ہو تو یہی گناہ اس کے لئے نعمت بن جاتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی نعمت بن جاتے ہیں کیونکہ ان سے عبرت، ہدایت اور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دعا کو بہترین دعاؤں میں شمار کیا گیا ہے: ((اللهم لا تجعلني عبدة لغيري، ولا تجعل

احدا اسعد بما علمتني مني))

”اے اللہ! مجھے دوسروں کے لیے عبرت نہ بنانا اور مجھے تو نے جو علم دیا ہے اس کے ساتھ مجھ سے زیادہ کسی اور کو خوش قسمت نہ بنانا۔ یعنی میرے علم کا سب سے زیادہ فائدہ مجھ ہی کو حاصل ہو۔“

قرآن مجید میں یہ دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

(یونس: ۸۵)

”ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا دینا۔“

ایک اور دعا ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا...﴾

(المتحنہ: ۵)

”ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنانا۔“

اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے:

﴿وَجَعَلْنَا لِمَنْ يَشَاءُ إِمَامًا﴾ (الفرقان: ۷۴)

”اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔“

یعنی جو کوئی ہماری پیروی کرے اس کے لیے ہمیں راہنما بنا دے اور ہمیں کسی کے لیے آزمائش نہ بنا کہ وہ ہماری وجہ سے گمراہ ہو جائے اور خوش قسمتی سے محروم ہو جائے۔ سورۃ الرحمن میں جو لفظ الاء آیا ہے، لغت میں اس کا معنی نعمت ہے اور اس میں ضمنی طور پر قدرت کا مفہوم بھی شامل ہے۔

ابن قیمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی نعمتیں گنوائی ہیں، اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلانی ہیں اور انہیں اپنی قدرت سے آگاہ کیا ہے، اس لیے ہر دو نعمتوں کے درمیان اس آیت کو ذکر کیا ہے، تاکہ ہر نعمت کی اچھی طرح سمجھ آجائے اور وہ اس نعمت کا اقرار کریں۔

امام حاکم اور ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورۃ الرحمن شروع سے آخر تک پڑھ کر سنائی پھر فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم خاموش

ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسے تنگی پہنچنے کے بعد ہم نعمت کا ذائقہ چکھائیں تو ضرور کہتا ہے: میرے دکھ درد مجھ سے دور ہو گئے۔ اور وہ خوش ہونے والا، فخر کرنے والا بن جاتا ہے۔ مگر جنہوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔“ خوشحالی والے کو شکر کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور تکلیف والے کو صبر کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا شکر اور اس کا صبر واجب ہے، جس کے ترک سے وہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

البتہ نعمت والے کا صبر بعض اوقات مستحب ہوتا ہے، جب وہ زائد از ضرورت خواہشات سے صبر کر لے اور بعض اوقات واجب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے شکر ادا کرنے کی وجہ سے، جو خود ایک نیکی ہے، اس کے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح صاحب مصیبت ہے کہ اس کے لیے بعض اوقات شکر مستحب ہوتا ہے، جب وہ شکر اس قسم کا ہو کہ وہ اس کی وجہ سے سابقین مقربین کا مقام حاصل کر لے اور بعض اوقات شکر میں اس کی کوتاہی اس کے صبر کی وجہ سے معاف ہو جاتی ہے، کیونکہ صبر اور شکر کے اجتماع سے نفس کو دکھ اور لذت دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ وہ تکلیف پر صبر کرتا ہے اور نعمت پر شکر کرتا ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے اس کیفیت کا حصول مشکل ہوتا ہے جبکہ اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں، اگرچہ بہت سے لوگوں کو ابتداء میں نعمت کا احساس نہیں ہوتا، کیونکہ ”اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ لہذا اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اس کی طرف سے نعمت ہی ہوتی ہے۔

انسان کے گناہ:

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہو گیا کہ انسان کے گناہ

راحت اور مصیبت دونوں موقعوں پر بیک وقت صبر اور شکر دونوں ضروری ہیں۔ مصیبت کے وقت صبر کی ضرورت تو واضح ہے۔ راحت کی نعمت میں اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا (اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت پر قائم رکھنا) بھی ضروری ہے، کیونکہ راحت کی آزمائش مصیبت کی آزمائش سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

کسی بزرگ کا قول ہے:

”ہماری آزمائش مصیبت کے ساتھ ہوئی تو ہم نے صبر کر لیا اور ہماری آزمائش راحت کے ساتھ ہوئی تو ہم صبر نہ کر سکے۔“

حدیث میں ہے:

((اللهم انى اعوذ بك من فتنة الفقر وشر فتنة

الغنى)) (بخاری و مسلم)

”اے اللہ! میں فقر کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور غنا کے فتنے کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔“

فقر کی حالت میں بہت سے لوگ ٹھیک رہتے ہیں خوشحالی کی حالت میں بہت کم افراد صحیح رہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہوں گے۔ کیونکہ فقر کی آزمائش نسبتاً نرم ہے اور دونوں میں صبر کی بھی ضرورت ہے اور شکر کی بھی۔ لیکن چونکہ خوشحالی میں ایک لذت ہوتی ہے اور مصیبت میں الم اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے خوشحالی میں شکر اور مصیبت میں صبر زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَيَنْ أَذْقَنَاهُ نِعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَّسْتَهٍ لِّقَوْلٍ ذَهَبَ السَّيِّئَاتِ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (ہود: ۹-۱۱)

”اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھائیں، پھر اس سے وہ چھین لیں تو وہ مایوس اور

کرتے ہیں اور جو کوئی سنت کی معرفت سے قاصر رہتا ہے وہ اللہ کا حق مکمل طور پر ادا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ جھمیہ اور جبر یہ مذہب کا پیرو درحقیقت عدل، حکمت اور توحید الوہیت حتیٰ کہ توحید ربوبیت کا بھی انکار کرتا ہے اور معتزلہ کے مذہب کا پیرو بھی صحیح طور پر نہ توحید الوہیت کو مانتا ہے نہ حسنات و سیئات میں عدل کو، نہ غلبہ و قدرت کو، نہ حکمت کو اگرچہ وہ کہے کہ میں حکومت کو مانتا ہوں اور اس کا مفہوم کسی اور کی طرف راجع ہے۔ یہ کام حکمت نہیں ہو سکتا۔ چونکہ حمد صرف نعمت پر ہی واقع ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ وہ شکر کا اہم ترین جزو بلکہ شکر کی ابتداء ہے۔ حمد اگر نعمت اور حکمت پر ہو تو عملی شکر اللہ کی نعمت پر اور اس کی عبادت پر ہوتا ہے، اور عبادت اس کی الوہیت کی وجہ سے ہے جو اس کی حکمت کو متضمن ہے۔ اس طرح سب امور شکر میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید نے شکر کو اس قدر اہمیت دی ہے جتنی خالی حمد کو نہیں دی، جب وہ شکر کی ایک قسم کے طور پر مذکور ہو اور حمد..... یعنی زبانی شکر..... کو ہر خطاب سے پہلے توحید کے ساتھ شروع کیا ہے۔ مثلاً سورۃ الفاتحہ میں شکر اور توحید ہے اور شرعی خطبوں میں شکر اور توحید لازمی ہے اور الباقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیاں) دو قسم کی ہیں:

سبحان اللہ وبحمدہ میں شکر، تزیہہ اور تعظیم ہے اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر میں توحید اور تکبیر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (مومن: ۶۵)

”اس کو پکارو، اس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے، تعریف سب اللہ رب العالمین ہی کی ہے۔“

اللہ کی طرف سے برائیوں کا مقدر کرنا:

کیا ”حمد“ ہر اس چیز پر ہوسکتی ہے جس سے کسی کی مدح ہو سکے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو؟ یا ”حمد“ کا لفظ صرف اختیاری امور پر بولا جا سکتا ہے جس طرح ”ذم“ کا لفظ بولا جاتا ہے؟ یہ ایک تفصیلی بحث کے لائق موضوع ہے جس کا یہ موقع نہیں۔

صحیح میں ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((ربنا ولك الحمد، ملء السماء وملء

کوئی حکمت ہوتی ہے، اس حکمت کے لحاظ سے اس مخلوق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے۔

یہی حال قدریہ فرقے کا ہے جو کہتے ہیں کہ اس سے حکمت کا تعلق نہیں بلکہ ہر چیز میں مخلوق کا فائدہ پایا جاتا ہے۔ لہذا ان کے ہاں صرف ”شکر“ ہی سب کچھ ہے، جب کہ جھمیہ فرقہ کے ہاں ”قدرت“ ہی سب کچھ ہے۔ حالانکہ قدرت جب نعمت و حکمت سے خالی ہو تو اس سے حمد کا وصف ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ایسا کام کرنے پر قادر ہے جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے اور وہ اس کام کے ذریعے کسی کو نفع نہیں پہنچاتا، تو ایسے شخص کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

(اس طرح جہم کی پیروی کرنے والے فرقہ جھمیہ کے قول کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حمد کا مستحق نہیں۔ ان کے خیال میں اسے اقتدار تو حاصل ہے لیکن حمد نہیں۔ درحقیقت وہ اس کے حکومت و اقتدار کی معرفت سے ہی قاصر ہیں۔) (نحوذ باللہ)

اسی طرح فرقہ معتزلہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو ایک نوع کی حمد تو حاصل ہے لیکن اس کی حکومت و اقتدار ناقص ہے، کیونکہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ جو کام کرنا چاہتا ہے بعض اوقات وہ نہیں ہوتا اور جو نہیں چاہتا وہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں جو اس کے دائرہ قدرت سے باہر ہوتے ہیں۔ سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ اسے مکمل حمد اور مکمل اقتدار حاصل ہے۔ وہ اپنی حکمت کی وجہ سے بھی قابل تعریف ہے اور اپنی قدرت و رحمت کی وجہ سے بھی تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آل عمران: ۱۸)

”اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، فرشتے اور علماء بھی گواہی دیتے ہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

لہذا اسے الوہیت میں وحدانیت حاصل ہے اور وہ عدل، غلبہ اور حکومت سے متصف ہے۔ سلف صالحین اور ان کے متبعین اللہ تعالیٰ کی ان چاروں صفات کا اقرار

رہے؟ جنوں نے تم سے بہتر جواب دیا تھا۔ ان کے سامنے میں نے جب بھی یہ آیت پڑھی:

﴿فَبَايَ الْاِءِ رَبِّكُمَا تَكْذِبَانِ﴾

اے انسانو اور جنو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کر سکتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ”لا بشئ من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد“ اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے، تیری ہی تعریف ہے۔

قرآن سب کا سب اللہ کی نعمتوں کے ذریعے نصیحت پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان نشانیوں کے ذریعے نصیحت کرتا ہے جو اس کی قدرت و ربوبیت کو ظاہر کرتی ہیں اور ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کرتا ہے جن میں اس کی نعمتوں اور بندوں پر اس کے احسانات کا بیان ہے۔ ان آیات کے ذریعے بھی نصیحت کرتا ہے جو اس کی حکمت کو واضح کرتی ہیں اور یہ سب امور لازم و ملزوم ہیں۔ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اس کی نعمت ہے اور اس کی قدرت و حکمت کی دلیل بھی ہے۔ لیکن رزق کی نعمت، کھانے، پینے، پہننے اور رہائش کی نعمتیں سب کے سامنے واضح ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں سے استدلال کیا ہے۔ سورۃ النحل میں بھی یہی کیفیت ہے۔ اسی لیے قادیان اور دیگر علماء نے اس سورت کو ”سورۃ النعم“ (نعمتوں والی سورت) کہا ہے۔

”حمد“ اور ”شکر“ میں فرق

اکثر حضرات کا کہنا ہے کہ حمد اسباب کے لحاظ سے شکر کی نسبت عام ہے، کیونکہ حمد نعمت پر بھی ہوتی ہے اور غیر نعمت پر بھی، جب کہ شکر صرف نعمت پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس شکر اپنی انواع کے لحاظ سے عام ہے کہ شکر دل سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی اور ہاتھ سے بھی، جب کہ حمد صرف زبان سے ہوتی ہے۔ چونکہ ہر مخلوق میں نعمت کا پہلو پایا جاتا ہے اور حمد صرف نعمت پر ہوتی ہے لہذا ہر حال میں اللہ کی حمد ہے، کیونکہ اللہ بندے کے لیے جس حال کا بھی فیصلہ کرتا ہے وہ بندے کے لیے نعمت ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کی سمجھ اسے نصیب ہوتی ہے جو مخلوقات میں موجود نعمتوں کا ادراک رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی پیدا فرماتا ہے اس میں اس کی کوئی نہ

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ (فصلت: ۳۶)

”اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کو کیسے ظالم قرار دیا جاسکتا ہے حالانکہ خود ان لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ یہ برتاؤ ہے کہ ان میں سے اگر کوئی دوسرے پر زیادتی کرے یا اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو وہ اس کی گرفت کرے گا، اسے سزا دے گا یا اس سے بدلہ لے گا۔ اس کے اس مواخذے کو حق اور انصاف ہی قرار دیا جائے گا بشرطیکہ وہ بدلہ لینے یا سزا دینے میں حد سے نہ بڑھ جائے اور اگر زیادہ کرنے والا یہ عذر پیش کرے کہ میں نے جو غلطی کی ہے یہ میری قسمت میں لکھی ہوئی تھی لہذا اس میں میرا کوئی قصور نہیں تو اس کا عذر تمام اہل عقل کے نزدیک ناقابل قبول ہوگا۔

جب اہل عقل و فہم اس بات پر متفق ہیں کہ تقدیر کو دلیل بنا کر کسی مخلوق کی حق تلفی کرنا درست نہیں تو اسی تقدیر کو دلیل بنا کر خالق کا حق ادا کرنے سے انکار کر دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انصاف کرنے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے جو ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی نیکی کرے تو اسے کئی گنا زیادہ بدلہ دیتا ہے اور اس کے علاوہ اپنے پاس سے مزید ثواب عنایت فرماتا ہے تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد: الحق ما قال العبد یہ ثابت کرتا ہے کہ بندہ جو بھی باتیں کرتا ہے ان میں سب سے سچی اور برحق بات اللہ کی حمد و ثناء ہے اور ہر حال میں وہی حمد کا مستحق ہے۔ کیونکہ وہ محض بھلائی اور احسان ہی کرتا ہے اور اس پر وہ حمد و شکر کا مستحق ہے، اگرچہ بندوں کو یہ بات سمجھ نہ بھی آئے۔ ●●

توسیع اشاعت مہم

محترم جناب مولانا یحییٰ صاحب اور جناب قاری اسماعیل ساجد امیر و ناظم ضلع راجن پور کی مسلسل جہد کے نتیجے میں 23 نئے خریدار کے اضافہ کے ساتھ چند ماہ میں 50 عدد رسالے از سر نو جاری کروائے۔ اسی طرح محترم جناب مولانا عرفان اللہ ثنائی صاحب (سرگودھا) نے ہفت روزہ اہل حدیث کی توسیع اشاعت میں گہری دلچسپی کا عملی مظاہرہ فرماتے ہوئے 150 رسالے جاری کروائے ہیں۔ ادارہ ان کی بیحد تحسین کرتا ہے اور دیگر اکابرین و کارکنان جماعت کو بھی ترغیب دلاتا ہے کہ ہفت روزہ ”اہل حدیث“ کی توسیع میں ہر ممکن تعاون کریں۔ (ادارہ)

سکتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بندوں کو بھی اس سے محبت کرنی چاہیے اور اس کی حمد و تعریف کرنی چاہیے۔

لیکن اس کے برعکس جب جھمیہ جیسے گمراہ فرقوں کی طرح یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جو خالص شر ہیں، ان میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ رحمت کا کوئی پہلو اور نہ کوئی حکمت، بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے ارادہ کا مالک ہے جس سے وہ ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کو ترجیح دے دیتا ہے، اس کے نزدیک رحم کرنے اور عذاب دینے میں کوئی فرق نہیں، اس کا ارادہ مخلوق پر احسان کے پہلو کو ترجیح نہیں دیتا بلکہ اس کے نزدیک بندوں کو نعمت دینے اور عذاب دینے میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی مخلوق کو محض شر اور عذاب کے لیے بھی پیدا کر دیتا ہے اور بغیر حکمت کے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے تو گمراہ فرقوں کے اس قول کا نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ بندے اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اور اس کی تعریف کریں۔ بلکہ اس کے برعکس نتیجہ نکلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بہت سے افراد اللہ تعالیٰ کی مذمت، طعن اور زبان درازی کی جسارت کرتے ہیں اور نظم و نشر میں یہ گندے خیالات پیش کرتے ہیں۔ ان کے بہت سے بڑے اور لیڈر بھی اپنے کلام میں ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن کا نتیجہ بھی نکلتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی زبان سے ایسی بات نہیں کہتا تو اس کا دل بہر حال اسی قسم کے جذبات سے پر ہوتا ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اس کے اظہار سے کوئی فائدہ نہیں یا وہ عام مسلمانوں کے خوف سے زبان بند رکھتا ہے۔

یہ لوگ اللہ کے خلاف اٹھیں اور اس کے پیروکاروں کے حق میں دلیلیں قائم کرتے ہیں اور رب کو ظالم قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف اس کے برعکس اس طرح بیان کیا ہے:

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ﴾

(زخرف: ۶۷)

”ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔“

اور فرمایا:

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾

(ہود: ۱۰۱)

”ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔“ اور فرمایا:

الارض، وملء ما شئت من شئ بعد، اهل الشنا والمجد، احق ما قال العبد، وكلنا لك عبد، لا مانع لم اعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجند منك الجد)) (صحیح مسلم: کتاب الصلاة نسائی: کتاب التطبيق دارمی: کتاب الصلاة، مسند احمد)

”اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے، آسمان بھر، زمین بھر اور اس کے بعد جو تو چاہے اس کو بھرنے کے برابر۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق! بندہ جو (تعریفی کلمات) بھی کہے اے ان کے سب سے زیادہ حق رکھنے والے! اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں جو کچھ تو عطا فرمائے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو روک لے وہ کوئی عطا نہیں کر سکتا، اور کسی مقام و مرتبہ والے کو تیرے (غضب) سے بچانے کے لیے) اس کا مقام و مرتبہ فائدہ نہیں دے سکتا۔“

اس حدیث میں اسم تفصیل کے صیغہ سے لفظ ”احق“ (سب سے زیادہ حق رکھنے والا) وارد ہوا ہے۔ بعض کتب کے مصنفین نے اس حدیث میں غلطی کی ہے اور کہا ہے: حق ما قال العبد ”بندہ جو کچھ بھی کہے وہ حق ہے۔“ یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے الفاظ نہیں، نہ یہ بات ویسے ہی درست ہے، کیونکہ بندہ تو صحیح بات بھی کہتا ہے اور غلط بات بھی کہتا ہے بلکہ حق صرف وہی ہے جو رب فرمائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ﴾ (ص: ۷۴)

”پس حق یہ ہے اور میں صرف حق ہی کہا کرتا ہوں۔“ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بندوں کی کہی ہوئی باتوں میں سب سے زیادہ حق اور سچی بات اللہ کی حمد ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر نماز میں اس حمد کو واجب قرار دیا ہے اور سورۃ الفاتحہ کی ابتدا اس سے کی ہے، ہر خطبہ میں اور ہر اہم موقع پر اسے لازم قرار دیا ہے۔ حمد مذمت کی ضد ہے۔ حمد ممدوح کی خوبیوں پر، اس سے محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے، مذمت کسی کی برائیوں کی وجہ سے اور اس سے بغض و نفرت کی بناء پر کی جاتی ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بھلائی صادر فرماتا ہے اور وہ حکمت والا ہے۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے، اپنے بندوں پر اتنی شفقت کرتا ہے جتنی کوئی ماں بھی اپنی اولاد پر نہیں کر

بلاشک وشبہ خضر سے افضل تھے۔“ (تفسیر تیسیر الکفریم الرحمن: ۴۳۴)
امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ولیس فی ذلك ما يدل على ان الخضر افضل من موسى۔ فقد يأخذ الفاضل عن الفاضل وقد يأخذ الفاضل عن المفضول اذا اختص احدهما بعلم لا يعلمه الآخر فقد كان علم موسى علم الاحكام الشرعية والقضاء بظاہرها وکان علم الخضر علم بعض الغیب ومعرفة البواطن))

(تفسیر فتح القدیر: ۱۰۱۸)

”اس واقعے میں کوئی ایسی دلیل نہیں کہ خضر موسیٰ علیہ السلام سے افضل تھے۔ کیونکہ بعض دفعہ ایک فاضل دوسرے فاضل سے علم اخذ کرتا ہے اور بعض دفعہ ایک فاضل اپنے سے کم مرتبہ سے علم اخذ کرتا ہے۔ خصوصاً جب ان میں سے کسی کے پاس ایسا علم ہو جو دوسرے کے پاس نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم احکام شریعت اور ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا علم تھا۔ جب کہ خضر کے پاس کچھ علم غیب اور چھپی ہوئی چیزوں کی معرفت کا علم تھا۔“

خضر کے پاس جو علم تھا انسانوں کو اس کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ علم تقدیر ہے جو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو عطا فرماتے ہیں اور وہ تقدیر کا کائنات میں نفاذ کرتے ہیں۔ اسی بنا پر مفسرین کی ایک جماعت خضر کو انسانوں میں سے نہیں بلکہ ملائکہ میں شمار کرتی ہے۔

علم لدنی کا منحصہ:

صوفیاء نے شریعت سے راہ فرار اختیار کرنے کیلئے علم لدنی کی اصطلاح گھڑ رکھی ہے، جس کا استدلال وہ اسی واقعے سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّا لَدُنَّا عِلْمًا﴾ (الکہف: ۶۵)

”ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور ہم نے اپنی جناب سے اسے علم عطا کر رکھا تھا۔“

اس سے خود ساختہ استدلال کرنا کہ خضر کے پاس علم لدنی تھا، کج فہمی اور بدترین جہالت ہے۔ کیونکہ علم تو سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انسان،

واقعہ خضر علیہ السلام

جناب حافظ مقصود احمد

نیاز پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ مشرکین مکہ بھی جب کشتی میں سوار ہوتے تھے تو اپنے بزرگوں اور معبودوں کو بھول جاتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج کے بہت سارے مسلمان کشتی میں سوار ہو کر بھی غیر اللہ کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید میں بیان کردہ واقعہ خضر سے ایسے لوگ استدلال کرتے ہیں کہ خضر کے پاس وہ علم تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھا، اسی سے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خضر کی افضلیت ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب خضر کے پاس پہنچے اور اپنا مقصد بیان کیا کہ میں آپ سے علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں تو خضر نے کہا:

((یا موسیٰ! انی علی علم من علم اللہ علمنیہ لاتعلمہ انت وانت علی علم من علم اللہ علمک اللہ لا اعلمہ))

”اے موسیٰ! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا علم رکھتا ہوں جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے تو اس کو نہیں جانتا، اور تو اللہ کی طرف سے ایسا علم رکھتا ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے میں اس کو نہیں جانتا۔“

معلوم ہوا کہ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص علم عطا کیا تھا، اگر موسیٰ علیہ السلام، خضر کے پاس علم سیکھنے کیلئے گئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ خضر علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام سے افضل تھے، مفسرین مجتہدین میں سے کسی نے بھی یہ استدلال نہیں کیا۔ بعض مفسرین نے صراحت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، خضر سے افضل تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا تھا وہ خضر کے علم سے افضل تھا۔ جیسا کہ علامہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

((ومنها تواضع الفاضل للتعلم ممن دونہ، فان

موسیٰ۔ بلاشک۔ افضل من الخضر))

”اس میں ایک پہلو ہے کہ کسی افضل آدمی کا اپنے سے کم تر کیلئے تواضع کرنا، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

جن و انس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور انہیں اپنی شریعت کا مکلف ٹھہرایا جو بذریعہ انبیاء علیہم السلام نازل کی۔ شریعت پر عمل کرنا ہی دراصل انسان کا امتحان ہے، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے اعزاز سے نوازا۔ انبیاء علیہم السلام کا مقام و مرتبہ اسی لئے سب سے اونچا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور علم شریعت سے نوازا۔ کسی کے علم کا محض زیادہ ہونا اس کے افضل ہونے کی دلیل نہیں بلکہ علم وحی کے لئے بہت ساری شرائط ہیں جن کا صاحب علم میں پایا جانا ضروری ہے۔ آسمانوں پر بیشمار فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا ہے۔ زمین پر جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے اس کا علم ایک سال پہلے لیلہ القدر کو فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ انہیں وہ کچھ معلوم ہوتا ہے جس تک انسان کو رسائی حاصل نہیں ہو سکتی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا اور اس کی عبادت کرتا ہے اور اونچا مقام عطا فرمایا ہے، کیونکہ انسان اللہ کی شریعت پر عمل کرتا ہے اور شریعت کا علم تمام علوم سے افضل ہے۔ بعض لوگ غلط فہمی یا جہالت کی بنا پر علم شریعت پر علم لدنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر کے واقعے کی اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور خضر کے علم کو باطنی یا علم لدنی کا نام دے کر علم شریعت سے افضل قرار دیتے ہیں پھر اس میں غلو کرتے ہوئے خضر کو سمندروں کا مالک سمجھتے اور اس کی حیات ابدی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ شرک کے پھیلنے کا باعث بن رہا ہے۔ بعض تو ہم پرست جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ سے مدد مانگنے کی بجائے خضر کا نام لے کر اس سے مدد مانگتے ہیں۔ کشتی میں سفر کے دوران خضر کے نام کی نذرو

جنت، حیوانات اور تمام مخلوقات کے پاس جتنا علم ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے لہذا ہر انسان کے پاس علم لدنی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۱)

”اور تمہیں (اللہ تعالیٰ) وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔“

حضرت داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَكَلَّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ (الانبیاء: ۷۹)

”ان میں سے ہر ایک کو ہم نے حکمت سے نوازا۔“

حضرت طالوت کے متعلق فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ (البقرة: ۲۴۷)

”اللہ تعالیٰ نے اسے علم اور جسم میں بہت زیادہ کر دیا۔“

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا کا تخت حاضر کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص اسے پلک جھپکنے میں لے آیا جس کے پاس وہ خاص علم تھا جو کسی اور کے پاس نہیں تھا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾ (النمل: ۳۰)

”کہا اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں وہ تخت تیرے پاس آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔“

کیا وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل تھا جس کے پاس وہ علم تھا جو اہل مجلس میں سے کسی کے پاس نہیں تھا؟ درحقیقت علم لدنی کی اصطلاح من گھڑت ہے جس کے ذریعے لوگوں میں گمراہی پھیلانی جا رہی ہے۔

دوسرا اشکال یہ ہے کہ خضر زندہ ہے، سمندروں پر حکومت کرتا اور اولیاء سے ملاقات کرتا ہے۔ اگر خضر زندہ ہے تو امام اثنین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیوں نہ ہوا؟ کیونکہ آپ جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اگر خضر کا شمار انسانوں میں ہوتا ہے تو اسے رسول رحمت ﷺ کی زیارت و ملاقات سے شرف یاب ہونا چاہئے تھا مگر کوئی ایک صحیح اور مستند روایت بھی یہ اشارہ نہیں کرتی کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ”المعارف“ میں لکھا ہے کہ خضر کا نام بلیا بن ملکان بن

فالح عامر بن شالح بن ارغند بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔ اس کی کنیت ابو العباس اور لقب خضر ہے۔ وہ بادشاہوں کی اولاد میں سے تھا۔ یہ امام نووی نے ”تہذیب الاسماء“ میں لکھا ہے، ان کا اور ان کے علاوہ بعض کا موقف ہے کہ وہ ابھی بھی زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ نووی اور ابن صلاح کا میلان اسی طرف ہے، انہوں نے اس سلسلے میں کچھ حکایتیں اور سلف وغیرہ کے آثار بھی نقل کئے ہیں۔ بعض احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے، مگر ان میں سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں۔ سب سے زیادہ مشہور تعزیت والی روایت ہے کہ خضر تعزیت کیلئے آتے ہیں، لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے، محدثین اور بعض دیگر علماء نے اس کے خلاف موقف اپنایا ہے کہ خضر زندہ نہیں۔ ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِيَشْرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (الانبیاء: ۳۳)

”ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کیلئے ہمیشگی نہیں رکھی۔“

نبی اکرم ﷺ نے غزوہ بدر کے روز فرمایا تھا: ”اے اللہ! تو نے اگر اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“ نیز کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ خضر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو، نہ ہی اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، اگر وہ زندہ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ کے متبعین اور آپ کے صحابہ میں سے ہوتا، کیونکہ آپ تو جن وانس کے رسول ہیں۔ آپ کا فرمان ہے کہ ”اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کرنا پڑتی۔“ اور آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل فرمایا تھا: ”آج سے سو سال کے بعد اس زمین پر زندہ انسانوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۹۴)

خضر کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ سمندروں اور پانیوں پر حکمرانی کرتا ہے، یہ سراسر مشرکانہ عقیدہ ہے۔ کیونکہ سمندروں پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾

(النمل: ۶۳)

تمہیں خشکی اور سمندروں کے اندھیروں میں راہ کون دکھاتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جو

راہنمائی کرتا ہو۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي يُسِيرُكُم فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾

(یونس: ۲۲)

”وہی اللہ تمہیں خشکی اور سمندروں میں چلاتا ہے۔“

آگے والی آیت میں فرمایا:

﴿فَلَمَّا أَتَاهُمْ إِذَا هُم بِيَعْقُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (یونس: ۲۳)

”جب اللہ تعالیٰ انہیں سمندر سے نجات دیتا ہے تو اس وقت وہ زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں۔“

بغاوت کیا ہے؟ کہ نجات دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے مگر یہ لوگ نسبت اوروں کی طرف کر دیتے ہیں کہ فلاں اور فلاں نے ہمیں نجات دی ہے۔ ایک مقام پر اشارہ فرمایا:

﴿لَكُمْ تَرَى أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ﴾ (الحج: ۶۵)

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے، مسخر کر دیا ہے اور کشتیوں کو بھی جو سمندروں میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔“

لہذا خضر کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سمندروں میں مدد کرتا ہے، شرک ہے۔ اس مشرکانہ عقیدے سے فوراً

توبہ کرنی چاہئے ورنہ شرک پر مرنے والے کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ واقعہ خضر میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کی من مانی، جعلی اور جھوٹی تفسیریں نہیں کرنا چاہئیں۔ خضر کے متعلق جو باتیں لوگوں نے مشہور کر رکھی ہیں ان کا قرآن مجید میں کہیں بھی اشارہ نہیں ملتا۔ قرآن مجید حقائق بیان کرتا ہے، جو ان حقائق پر اکتفا کرے گا وہ یقیناً ہدایت پر ہوگا اور جو ان حقائق سے تجاوز کرتے ہوئے تاویلوں میں الجھنے اور دوسروں کو الجھانے کی کوشش کرے گا وہ سراسر گمراہ ہوگا۔ جناب خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلتے ہوئے پہلا اور دوسرا جو کام کیا، یعنی شتی کا تختہ اکھاڑنا اور بچے کو قتل کرنے کا کام، جو احکام شریعت کے منافی ہے اس میں ہمیں صرف قرآن مجید کے حقائق پر ہی اکتفا کرنا چاہئے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا تھا۔ چونکہ اس بات کی بھی صراحت نہیں کہ جناب خضر انسانوں میں سے تھا یا

بلندی اور تابناک مستقبل کی خوشخبری دے دو۔“ (مسند احمد)
اللہ کے بندو! یہ وہ مبارک بشارتیں ہیں جو صادق و
مصدق ﷺ کی زبان سے نکلی ہیں جو اپنی خواہش سے
نہیں بولتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں
آپ ﷺ کی ذات پر۔ اس لیے اس دنیا میں کامیابی سے
ہمکنار ہونے کی پوری کوشش کرو، اللہ کے حکم پر قائم رہو
اور اس کے دین کو مضبوطی سے تھامو۔ اس طرح تم
کامیاب و کامران لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو سر بلند فرما۔ دائرہ
دین کی حفاظت فرما، دین کے دشمنوں اور تمام سرکش اور
فسادی لوگوں کو تباہ فرما۔ مسلمانوں کے دلوں میں محبت
ڈال دے، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا فرما، ان کے
رہنماؤں کی اصلاح فرما اور اے رب العالمین! انہیں حق
کی بنیاد پر جمع فرما دے۔

اے اللہ! اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے
نبی ﷺ کی سنت اور اپنے مومن، مجاہد اور مخلص بندوں کی
مدد فرما۔ اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام اچھا بنادے اور
ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا دے آمین!



نفاذ اسلام کانفرنس کی مرکزی کمیٹی کا اجلاس

اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے زیر اہتمام ڈویژنل نفاذ
اسلام کانفرنس منعقدہ 22 مارچ 2014ء، بمقام فیصل آباد کے
انتظامی معاملات کے حوالہ سے مرکزی انتظامی کمیٹی کا اہم اجلاس
زیر صدارت نعمت اللہ ظفر جامع مسجد تقویٰ اہل حدیث طارق آباد
فیصل آباد میں مورخہ 23 فروری منعقد ہوا۔ اجلاس میں کانفرنس
کے انتظامات کے حوالہ سے غور و خوض کیا گیا۔ پبلٹی، رابطہ،
سیکورٹی، انتظامات اور پنڈال کا جائزہ لیا گیا۔ اس طرح مذکورہ
بالا پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ اس سلسلہ میں مقامی کمیٹی تشکیل دی
گئی جس کے مگران حافظ منظور الہی، ممبران میں یحییٰ مدنی، حافظ محمد
رضوان، ملک ذوالفقار، حافظ طیب، مولانا حنیف عاجز، یاسر
بٹ، انور نعیم ہیں۔ اجلاس میں حافظ عمران تبسم، ذوالفقار فاروقی،
طارق ڈاہر، افتخار فراز، عمر فاروق، یحییٰ مدنی، حافظ رضوان کے علاوہ ضلع
فیصل آباد کی تحصیلوں اورٹی کے مختلف ذمہ داران نے شرکت کی۔
منجانب: عطاء الرحمن ناظم دفتر A.Y.F پاکستان

خطبات کو بھی سننے والے پر دیئے۔

مولانا غلام رسول مہر، مولانا عبدالرزاق طبع آبادی
اور قاضی عبدالغفار، مولانا سے غایت درجہ متاثر تھے۔ بلکہ
مولانا سید سلیمان ندوی، علامہ عبداللہ العماوی، مولوی حامد
علی صدیقی، عبدالواحد کان پوری اور مولانا عبدالسلام ندوی
کے رشحات قلم کا آغاز بھی الہلال سے ہوا۔ ڈاکٹر ذاکر
حسین اور پروفیسر محمد مجیب وغیرہ بھی اپنے قومی درد اور
ادبی عشق کو الہلال سے منسوب کرتے تھے۔ (ابوالکلام
آزاد، شورش کاشمیری، ص ۷۰) (۲۷)

خطبات

مولانا ابوالکلام آزادؒ نابغہ روزگار شخصیت تھے،
خطبات میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ برصغیر میں
بڑے بڑے نامور خطیب پیدا ہوئے، مثلاً:

مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، مولانا محمد علی جوہر،
مولانا ظفر علی خاں، نواب بہادر یار جنگ، مولانا سید عطاء
اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا سید محمد داؤد
غزنوی، علامہ احسان الہی ظہیر اور آغا شورش کاشمیری وغیرہ۔
یہ سب سے بڑے خطیب تھے لیکن مولانا ابوالکلام
آزادؒ کا ان میں کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ بقول شورش کاشمیری
مرحوم: مولانا ابوالکلام آزادؒ ایک ہی شخص تھے جن میں
قیادت و خطابت کی رعایتوں سے ایک نادر روزگار انسان
کی وہ تمام خوبیاں بیک وقت اکٹھی ہو گئی تھیں جن سے
پورا ہندوستان آخر تک خالی رہا۔ (ابوالکلام آزاد ص ۲۴۲)

دین اسلام کی خوبیاں

بقیہ

میرے ہاتھوں میں تھادی گئیں۔“

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت
معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ”میری امت
میں ایک جماعت اللہ کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گی، ان کی
مخالفت کرنے والا اور ان کا ساتھ چھوڑنے والا انہیں کوئی
نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اسی حال میں اللہ کا وعدہ
قیامت آچنچے گا۔“

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس امت کو زمین میں عروج،

ملائکہ میں سے، کیونکہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نافذ کرتے
ہیں اور وہ انسانوں کی طرح شریعت کے مکلف نہیں۔
مولانا مودودی رحمہ اللہ اسکے متعلق لکھتے ہیں: ”پس نبی
اکرم ﷺ کا یہ اشارہ کہ انہوں نے وہاں ایک مرد کو پایا،
حضرت خضر کے انسان ہونے پر صریح دلالت نہیں کرتا۔
اس کے بعد ہمارے لئے اس پیچیدگی کو رفع کرنے کی
صرف یہی ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم خضر کو
انسان نہ مانیں بلکہ فرشتوں میں سے یا اللہ تعالیٰ کی کسی اور
ایسی مخلوق میں سے سمجھیں جو شرائع کی مکلف نہیں، بلکہ
کارگاہ مشیت کی کارکن ہے، متقدمین میں سے بعض لوگوں
نے یہ رائے ظاہر کی ہے جسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں
ماوردی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد
سوم صفحہ ۴۲)

اندازہ فرمائیں! جس شخصیت کے بارے میں
مفسرین و محدثین میں اس قدر اختلاف ہو کہ وہ انسانوں
میں سے تھا یا جنوں یا ملائکہ میں سے، وہ نبی تھا یا غیر نبی؟
اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ سمندروں میں لوگوں کی
راہنمائی کرتا ہے، اس کے نام کے چلے کرنا، اس سے
ملاقات کے لئے سمندروں کے کناروں پر وظیفہ کرنا، پانی
میں سکے پھینکنا اور اس کے نام کی نذر و نیاز پیش کرنا کس
طرح جائز ہو سکتا ہے.....؟؟

مولانا عبدالکلام آزادؒ

بقیہ

”الہلال“ اور ”البلاغ“ نے پیدا کیا۔“

مولانا شوکت علی فرماتے ہیں کہ:

”ابوالکلام آزادؒ نے الہلال کے ذریعہ ہم کو ایمان کا
راستہ بتایا۔“

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی فرماتے ہیں:

”ہم سب بھولے ہوئے تھے، الہلال نے یاد دلایا۔“
اکبر الہ آبادی کا شعر ہے

فروغ حق کو نہ ہو گا زوال دنیا میں
ہمیشہ بدر رہے گا ہلال دنیا میں
مولانا عبدالمجید دریا آبادی فرماتے ہیں:

”الہلال نے اردو صحافت کی دنیا ہی بدل دی۔“

الہلال کا ایک عظیم کارنامہ یہ تھا کہ اس نے ملک
میں نہ صرف جلیل القدر صحافی پیدا کئے بلکہ اس زمانے کی

عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ

اوپر جن مردوں اور عورتوں سے اظہار زینت کی اجازت دی گئی ہے ان کے علاوہ عام مردوں سے تمام جسم کا چھپانا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (نور: ۳۱)
”اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں مگر اتنا جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔“

یہاں آیت میں ”جو ظاہر ہو جائے“ کے لفظ سے عام طور پر تفصیلات مراد لیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے یہ معنی لیا ہے کہ زینت کی جگہوں سے اگر ہوا یا بے احتیاطی سے کچھ نکل جائے تو حرج نہیں۔ چھوٹے بچوں اور انتہائی ضعیف مردوں اور نامرد بچوں وغیرہ سے اگر آئنا سامنا ہو جائے تو حرج نہیں البتہ دیور (جٹھ، بہنوئی اور کزنوں) سے جتنی احتیاط ممکن ہو کرنی چاہئے۔

پورے جسم پر چادر اوڑھنا

اسلام نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلیں تو اوپر جلباب ڈال لیا کریں، جلباب سے مراد وہ چادر جس سے پورا جسم ڈھک جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّعْرِفُوْا فَلَآ يُؤْذِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (احزاب: ۵۹)

”اے پیغمبر! اپنی بیویوں، اپنی صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اتنی کہ وہ ان سے پہچان لی جائیں تاکہ ان کو تکلیف نہ دی جاسکے اور اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

اس آیت میں مسلمان عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں چادر سے منہ ڈھانک کر نکلنے کی تاکید کی جارہی ہے اور یہ چادر پوشی مسلم شریف زادیوں کی علامت قرار دی گئی ہے تاکہ اس محترم لباس کو دیکھ کر مسلمان عورتوں کو راہ دی جائے۔ چنانچہ عہد نبوی میں اس بالائی چادر کا استعمال عام تھا اور یہی چادر عرب سے نکل کر مختلف ملکوں میں مختلف شکلوں میں بدلتی رہی یہاں تک کہ اب آج وہ موجودہ خوبصورت برقعے کی شکل اختیار کر گئی ہے۔

تحریر
جناب مولانا عبدالرحمن

پردہ... اسلام میں!

اور کس کو چھوڑ دیں؟ آپ نے فرمایا: اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی جائے شرم کو چھپاؤ، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آدمی جب کسی کے ساتھ تنہائی میں رہے تب؟ آپ نے فرمایا: کوشش کرو کہ تمہارے سوا کوئی دوسرا تمہارے ستر کو نہ دیکھ سکے، میں نے کہا: آدمی کبھی بالکل تنہا ہوتا ہے، تب؟ آپ نے فرمایا: اللہ حقدار ہے کہ سب لوگ اس سے شرم کریں۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے ستر چھپانا ضروری ہے، اس سلسلے میں آدمی خود اپنے سے بھی پردہ کرے اور بلا ضرورت ستر نہ کھولے۔

عورت کا عورت سے پردہ

اسلام میں پردہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ عورت کو عورت سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِي اِخْوَانِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ﴾ (نور: ۳۱)

”اور اپنی زینت کی جگہوں کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں یا اپنے باپ پر یا اپنے خسر پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے حقیقی علانی اور اخائی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر۔“

یعنی عورت اپنی زینت جس طرح مذکورہ بالا مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے، اسی طرح صرف ان کی عورتوں پر بھی ظاہر کر سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ کسی عام مسلم یا کافر عورت کے سامنے خود کو بے حجاب نہیں کر سکتی۔ اس سے اسلامی معاشرہ میں شرم و حیا کے آداب کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلام نے بنی نوع انسان کو عزت بخشی ہے اور اسے حیا و عفت کا لباس پہنایا ہے اور انسان کے قابل حیا اعضاء کی پردہ پوشی کو واجب قرار دیا ہے۔ قرآن نے فرمایا: ﴿يَا بَنِي اٰدَمَ..... ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (اعراف: ۲۶)
”اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور خوبصورتی کا سامان بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے۔“

قرآن کی اس آیت سے انسانوں کے قابل شرم مقامات کو چھپانے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ مردوں کیلئے قابل شرم مقام ”ناف سے ٹخنے تک“ کا حصہ ہے اور عورت کے لئے پورا جسم پردہ ہے۔ صرف بوقت ضرورت ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (نور: ۳۱)
”اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو خود ظاہر ہو جائے۔“

آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی:

((ولا تبرز فخذك ولا تنظر الى فخذ حيي ولا ميت)) (السنن لأبي داؤد)
”اپنی ران مت کھولو اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران پر نظر ڈالو۔“

حضرت مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور میرا تہبند ڈھیلا ہونے کی وجہ سے زمین پر گر گیا، میں نے پتھر اس کی جگہ پر رکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((ارجع الى ازارك فخذها ولا تمشوا عراة))

(مسلم)

”جاؤ اپنا تہبند پہن لو اور ننگے مت چلو۔“

اس سلسلے میں ایک تفصیلی حدیث یہ ہے: بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم اپنی کوئی جائے شرم کو چھپائیں

جوساری دنیا میں مسلمان عورت کا شرعی شعار مانا جانے لگا ہے جو ہر اعتبار سے قابل احترام ہے۔

عہد نبوی میں برقع کا رواج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے سفر کی منزل میں بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی اور صفوان بن معطل السلمی فوج کے پیچھے سے آرہے تھے۔ شام ہوتے ہی وہ میری منزل پر پہنچے اور ایک آدمی کا سایہ دیکھ کر قریب آئے اور مجھے دیکھ کر پہچان گئے، کیونکہ حجاب کی آیت نازل ہونے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، ان کے ”انا للہ“ پڑھنے کی آواز سے میں جاگ گئی اور چادر سے منہ چھپا لیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں صحابیات اجنبی مردوں کو دیکھ کر منہ چھپایا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرفرج میں جب ہم احرام باندھنے جا رہی تھیں تو جب بھی حجاب کے قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم چہرے پر چادر کھینچ لیا کرتی تھیں اور جب قافلے گزر جاتے تو پھر ہم چہرہ کھول لیتیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ ہم مردوں کو سامنے دیکھ کر چہرے ڈھانک لیا کرتی تھیں۔ صفیہ بنت شیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو نقاب لگا کر طواف کرتے دیکھا۔ اس کے علاوہ متعدد شواہد ہیں جن سے قطعی طور پر یہ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کو ڈھانپتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ ہم اپنے چہرے اجنبی مردوں سے چھپا کر رکھتی تھیں۔

صفیہ بنت شیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو چہرے پر نقاب لگائے ہوئے دیکھا تھا۔ عہد صحابہ کے بعد بھی امت میں اس کا خاص اہتمام ہر زمانے میں رہا، پورے بدن کا برقع جس میں چہرے کا نقاب بھی شامل ہے، جو امت مسلمہ میں رائج ہے یہی حجاب شرعی اور مسنون ہے۔

زینت کو چھپانا

شرعی پردے کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنی زینت کے ان تمام مقامات کو ڈھانپ کر رکھے جن کو دیکھنے سے اجنبی مرد کے جذبات بھڑک سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (نور: ۳۱)
”اور اپنی زینت کو کھلا نہ رکھیں۔“

یہاں زینت سے مراد چہرے کے علاوہ وہ بھڑکیلے کپڑے یا تنگ اور باریک لباس جن سے جسم کے نشیب و فراز کا اندازہ لگ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُرُونٌ فِي بَيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (احزاب: ۳۳)
”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور دور جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ پھریں۔“

تبرج جاہلیت میں وہ تمام اعمال شامل ہیں جن کے کرنے پر عورت لعنت کی مستحق ہوتی ہے۔ جیسے اعضاء کی نمائش، نہایت ہيجان انگیز لباس، خوب پھیلنے والی تیز خوشبو، نہایت تنگ اور چست لباس جن کو پہن کر عورت جس محفل سے گزر جائے لوگوں کی نظریں اس پر جم جائیں۔ نہایت باریک کپڑے جن کو پہن کر بھی عورت تنگی دکھائی دے اور مردانہ لباس جس سے عورت کی نسوانیت ختم ہو جائے اسلام میں یہ سخت ممنوع اور حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ عورتوں سے تبرج جاہلیت چھوڑنے پر بیعت لیتے تھے۔ عورتوں کے پردے کے سلسلے میں عورتوں کے لئے مردانہ لباس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

نیز آپ نے فرمایا: ”وہ آدمی ہم میں سے نہیں جو عورت کی مشابہت کرے، وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں کی مشابہت کرے۔“ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے محنت مردوں پر اور مردانہ مشابہت رکھنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور آپ نے فرمایا: ایسے مردوں اور عورتوں کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو نکال باہر کیا۔ (النسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا:

① والدین کا نافرمان، ② مردانہ صورت و شکل رکھنے والی عورت، ③ اور دیوث مرد۔ (بیہقی)

آنکھوں کا پردہ

اسلام نے مردوں اور عورتوں کی عزت و شرافت کی حفاظت اور ایک صاف و ستھری اور پاکیزہ انسانی سوسائٹی کے قیام کیلئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں تاکہ مرد و عورت اپنی خلوت اور جلوت میں بے خوف اور مطمئن زندگی گزار سکیں اور اللہ کے سوا ان کو کسی کا خوف نہ رہے۔ چونکہ مرد اور عورت کے درمیان قدرت نے ایسی کشش رکھی ہے کہ اگر اخلاقی قیود و ضوابط سے ان کو پابند نہ رکھا جائے تو ان کے غیر اخلاقی اختلاط پر قابو پانا کسی طرح ممکن نہ ہوگا۔

انسان کی یہ فطری کمزوری ہے کہ وہ اپنی مخالف جنس کے بعض حساس اعضاء کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا ہے اور اپنے جنسی تخیلات اور شہوانی جذبات کی تکمیل کیلئے بے چین ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اہم کردار آنکھیں ادا کرتی ہیں۔ آنکھیں جذبات کی قاصد ہیں، جانین کے درمیان جاسوس ہیں اور دونوں جنسوں کے درمیان وصل و ملاپ کا واسطہ ہیں۔

اس لئے اسلام نے سماجی اصلاح کے سلسلے میں شروعات، نظر سے متعلق شرعی احکامات سے کیں۔ اس سلسلے میں قرآن کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ ۝ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ (نور: ۳۰-۳۱)

”آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے اور آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“

یہاں آیت میں شرمگاہوں کی حفاظت کے حکم سے پہلے نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ نگاہوں کے پردے کے بغیر شرمگاہوں کی حفاظت ممکن نہیں۔ اللہ نے نگاہیں نیچی رکھنے کے حکم کی تعمیل کو ان کے دلوں،

چاہئے، حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس عورت کو دیکھا اور اس سے شادی کر لی۔“ (سنن النسائي: ۵۷/۱)
 ((عن جابر بن عبد الله، قال قال رسول الله ﷺ: اذا خطب أحدكم المرأة فان استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها، فليفعل)) (سنن أبي داؤد: ۵۶۵/۲)

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو شادی کا پیغام دے تو اگر ممکن ہو تو اس کو اس حد تک دیکھ لے جس سے نکاح کی رغبت پیدا ہو جائے۔“ اس سلسلے میں دوسری اور بھی صحیح احادیث موجود ہیں جن سے اپنی منگیت کو ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے لیکن یہ صرف ایک نظر دیکھنا ہے، اس کے علاوہ کچھ جائز نہیں۔ وہ بھی منگیت کے کسی محرم کی موجودگی میں، علیحدگی میں ملنا اور گھومنا پھرنا جائز نہیں۔ اسی طرح موبائل فون پر زیادہ باتیں کرنا بھی درست نہیں، اس سے احتساب کرنا چاہیے۔



ضلع چنیوٹ کی میٹنگ

9 فروری بروز اتوار صبح 10 بجے بمقام مسجد مبارک اہل حدیث میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع چنیوٹ کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی، جس کی صدارت حاجی عبدالغفور نے کی، قاری محمد ایوب چنیوٹی ناظم ضلع نے ایجنڈا پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے جماعت کو مزید متحرک کرنا ہے۔ لہذا انہوں نے افراد کا از سر نو چناؤ کیا۔ ناظم مالیات چوہدری شہزاد چھڑ بھوانہ، ناظم تبلیغ حافظ محمد داؤد قمر، ناظم نشر و اشاعت قاری عبدالرزاق ثار کو مقرر کیا گیا۔ تمام احباب نے خلوص کے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ ہم ان شاء اللہ جماعت کیلئے دن رات کوشاں رہیں گے۔ حاجی عبدالغفار رحمانی نے کہا کہ میں جماعت کیلئے ہر ممکن مالی تعاون کروں گا۔

منجانب: قاری عبدالرزاق ثار ناظم نشر و اشاعت ضلع چنیوٹ

مبارک باد

مرکزی جمعیت اہل حدیث یوتھ فورس چک نمبر 136 دس آر کے کارکنان جناب ذاکر الرحمن صدیقی، جناب فیصل افضل شیخ کو دوبارہ بلا مقابلہ منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان نوجوانوں کو دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو: شفیق الرحمن A.Y.F چک 136/10-R جہانیاں

مخافتی أبدلته ایمانا یجد حلاوته فی قلبه)
 (التغییب للطبرانی)

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے کہ نگاہ ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اسے میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اس کے عوض اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔“

((عن علی بن ابی طالب قال رسول الله ﷺ: یا علی! لا تتبع النظرة النظرة فانما لك الأولى وليست لك الآخرة)) (رواه احمد)

”حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! نظر پڑ جانے پر دوبارہ نظر مت ڈالو، کیونکہ پہلی نظر تمہارے لئے جائز تھی اور دوسری نظر تمہارے لئے جائز نہیں۔“

ان احادیث و آیات قرآنی میں بلا ضرورت اجنبی غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کی ممانعت ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

اپنی منگیت کو دیکھنا

کسی عورت کو شادی کا پیغام دینے کے بعد نکاح سے پہلے اس کو شادی کی نیت سے دیکھنا جائز ہے۔

((عن المغيرة بن شعبه رضى الله عنه قال: خطبت امرأة فذكر لها لرسول الله ﷺ: فقال لى: هل نظرت إليها، قلت: لا، قال: فانظر إليها فانه أحرى أن يؤد بينكما)) (الترمذی، ابن ماجه، النسائي)

”حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا اور اس کا ذکر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: اس کو دیکھ لو، اس لئے کہ یہ تمہارے درمیان دائمی محبت کا سبب ہوگا۔“

چنانچہ میں اس عورت کے گھر پہنچا تو اس کے والدین موجود تھے اور وہ لڑکی پردے میں تھی، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی منگیت کو دیکھ لوں۔ یہ سن کر وہ دونوں چپ ہو گئے اور لڑکی نے پردے کا ایک کونا کھول کر کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم مجھے دیکھ لو تو میں پردے سے باہر آتی ہوں تم دیکھ لو، لیکن اگر آنحضرت ﷺ نے ایسا حکم نہیں دیا تو تم کو نہیں دیکھنا

ایمان اور سوسائٹی کی صفائی و پاکیزگی کا ذریعہ بتایا اور اس حکم کی تعمیل پر نگرانی اپنے ذمہ لی۔ اسی لئے فرمایا: اللہ تمہارے پوشیدہ اعمال کو خوب جانتا ہے۔ قرآن کا یہ اصلاحی طرز انداز بڑا ہی موثر اور نتیجہ خیز ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بھی نگاہیں نیچی رکھنے کے بارے میں سخت تاکید فرمائی ہے:

((قال رسول الله ﷺ اياكم والجلوس بالطرفات، قالوا: يا رسول الله، مالنا مجالسنا نتحدث فيها، فقال رسول الله ﷺ: ان أبيتم فاعطوا الطريق حقه، قالوا: وما حق الطريق يا رسول الله؟ قال: غض البصر وكف الأذى ورد السلام والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر)) (صحيح البخاری)

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارا وہاں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ ہم راستوں پر باتیں کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تب راستے کا حق ادا کرو، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا۔“

((ان الله كتب على ابن آدم حفظه من الزنا أدرك ذلك لا محالة، فزنا العينين النظر، وزنا اللسان النطق، والنفس تمنى وتشتهى والفرج يصدق ذلك ويكذب)) (السنن الكبرى: ۷-۷۹)

”اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے جو اسے ضرور پہنچتا ہے۔ یعنی آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، نفس تمنا کرتا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ ان کو سچا کرتی ہے یا جھوٹا۔“

((عن جرير بن عبد الله قال: سألت رسول الله ﷺ عن نظرة الفجاءة فامرني أن أصرف بصري)) (الترمذی: ۱۰۱/۵)

”حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔“

((عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يعنى عن ربه عز وجل النظرة سهم مسموم من سهام ابليس من تركها من

نعمانی اس کے معترف ہوئے۔ ماہنامہ الندوہ لکھنؤ کے مدیر معاون مقرر ہوئے تو ان کے مضامین (علمی، تاریخی، ادبی) کی دھوم سارے برصغیر میں مچ گئی۔ سر روزہ ”وکیل امرتسر“ کی ادارت سنبھالی تو مولانا ابوالکلام آزاد کا شہرہ سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔

۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے ہفت روزہ ”الہلال“ جاری کیا، پروفیسر ملک زادہ منظور احمد لکھتے ہیں کہ:

”مگر اب وقت آچکا تھا جب مولانا صحافت کے میدان میں پختہ مشق و پختہ کار ہو چکے تھے۔ ”وکیل امرتسر“ کی ادارت ہی کے دوران میں ان پر واضح ہو چکا تھا کہ خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے ذاتی اخبار کا ہونا نہایت ضروری امر ہے۔ طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگان ادب و انشاء، تشنگان معارف الہیہ و علوم نبویہ کو یہ پیغام مولانا دینا چاہتے تھے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ بڑے پیمانہ پر کسی اخبار یا رسالے کا اجراء کیا جاتا۔ چنانچہ ان صحافی مشق کو پس منظر بنا کر مولانا نے الہلال کا اجراء کیا۔ (مولانا ابوالکلام آزاد، نگر و فن، ص ۱۰۳)

مولانا ابوالکلام آزاد کا ”الہلال“ اردو صحافت میں کئی اعتبار سے ایک عہد آفرین جریدہ تھا۔ ابھی تک الہلال کے مرتبہ و مقام کا کوئی اور اخبار آسمان صحافت پر طلوع نہیں ہوا تھا۔ الہلال مختلف حیثیتوں سے اردو صحافت میں ایک نیا باب تھا۔ جو صحیح معنوں میں ہماری سیاسی، صحافتی اور ادبی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ الہلال عصری صحافت میں محض ایک اور اخبار کا اضافہ نہ تھا بلکہ درحقیقت وہ اپنی ذات میں ایک مستقل تحریک تھا، جس نے طوفان حوادث میں اسلامیات عالم اور بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کی ناخدا کی کافریتہ انجام دیا۔

برصغیر کے نامور اہل علم و اہل قلم اور دینی و سیاسی رہنماؤں نے الہلال کی دینی و علمی اور سیاسی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں کہ:

”میں نے لیڈری ابوالکلام کی نثر اور علامہ اقبال کی شاعری سے سیکھی۔“

علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوجوان مسلمانوں میں قرآن پاک کا ذوق مولانا ابوالکلام آزاد کے

مولانا ابوالکلام آزادؒ

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

کے میر کارواں تھے۔ انہوں نے ساری زندگی ہندوستان کو برطانوی سامراج سے آزاد کرانے میں گزار دی، وہ ہر لمحہ ملک کیلئے فکر مند رہے، اس کی خدمت کرتے رہے اور خدمت کرتے ہی اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ہمہ گیر کارناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک انقلابی مفکر تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سیاسی امروز نہیں، مدبر فردا تھے۔ وہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک تھے جو اپنے وقت سے پہلے ظہور میں آجاتی ہیں۔ وہ اپنے عہد میں کم از کم نصف صدی آگے تھے۔ مولانا خود لکھتے ہیں کہ

”میری زندگی کا سارا ماتم یہ ہے کہ میں اس عہد اور محل کا آدمی نہ تھا مگر اس کے حوالہ کر دیا گیا۔“

مولانا ابوالکلام آزاد کو اللہ تعالیٰ نے جن فضائل و کمالات سے نوازا تھا اس کی مثال تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ان میں بہت سی خصوصیات جمع کر دی تھیں۔

وہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، مؤرخ بھی تھے اور محقق بھی، خطیب بھی تھے اور مقرر بھی، ادیب بھی تھے اور دانشور بھی، مفکر بھی تھے اور مدبر بھی، مصنف بھی تھے اور صحافی بھی، نقاد بھی تھے اور شاعر بھی، سیاستدان بھی تھے اور ہندوستان کی جنگ آزادی کے بہادر سپاہی بھی۔

صحافت

صحافت میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ایک خاص مقام تھا۔ صحافت میں ان کا سکہ (۱۴) سال کی عمر میں جم گیا تھا۔ مولانا آزاد صحافت کے آسمان پر اس وقت طلوع ہوئے جب ہماری فضائے ادب روشن اور تابناک ستاروں سے مزین تھی۔ اردو کے عناصرِ غم میں حالی، شبلی اور نذیر احمد زندہ تھے۔ ۱۹۰۳ء میں جب مولانا نے ماہنامہ ”لسان الصدق“ جاری کیا تو مولانا حالی اور مولانا شبلی

مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں:

جہاں اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہو گئی ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم (سابق صدر بھارت) لکھتے ہیں کہ:

”جو قوم اپنے محسنوں کے احسانات بھول جاتی ہے، خداوند کریم اس پر محسن اتارنا بند کر دیتا ہے۔ میں پورے وثوق اور اعتماد سے عرض کرتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ صرف برصغیر کے مسلمانوں ہی کے رہنما نہ تھے بلکہ سب ہندوستانیوں کے رہنما تھے۔“

مولانا ابوالکلام آزادؒ جامع الکملات تھے۔ ان کے مذہبی، دینی، علمی، ادبی، قومی و ملی اور سیاسی کارنامے ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں۔ مذہب، صحافت، ادب اور سیاست برصغیر (پاک و ہند) کے ایسے آفاق ہیں جن پر ان کے آثار و کمالات بڑی فراوانی سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کی سیاست سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے لیکن ان کے دوسرے کارنامے مسلمہ اور غیر متنازعہ ہیں۔

علامہ اقبالؒ کے نزدیک پورے برصغیر میں صرف ابوالکلام مجتہدانہ حیثیت کے اہل تھے۔ مولانا ظفر علی خاںؒ کے نزدیک اجتہاد میں ابوالکلام آزادؒ ایک منفرد مقام کے حامل تھے۔ مولانا سید مودودیؒ کے نزدیک ابوالکلام اور اقبال اس دور کے دماغ تھے۔ ابوالکلام نہ صرف اپنے ماحول پر حاوی رہے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کیا اور آج بھی ان کی شخصیت کی عظمت دلوں پر ثبت ہے۔

مولانا حسرت موہانیؒ کے نزدیک ابوالکلام آزادؒ نثر اور خطابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر نظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا جس زمانے میں سب سے مہر بلب ایک گویا تھا..... ابوالکلام آزادؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ ہندوستان کی جنگ آزادی

بصری الشام کی سیر

تحریر

جناب مولانا
عبدالمالک مجاہد

پھل لگا ہوا تھا۔ دور کہیں کہیں زیتون کا تیل نکالنے والی فیکٹریاں بھی نظر آ جاتیں۔ عربی زبان میں انہیں ”معاصر“ کہا جاتا ہے۔ برادرم اسامہ طباع بڑا خوبصورت نوجوان ہے۔ حافظ قرآن ہے۔ اسے تاریخ سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ غالباً اب تو وہ پی ایچ ڈی کر چکا ہے۔ کئی کتابوں کی تحقیق بھی کر چکا ہے۔ سفر میں اگر آپ کے ساتھ بڑھے لکھے علم دوست لوگ ہوں تو سفر کا مزادوبالا ہو جاتا ہے۔ ہم حمد و ثناء بیان کرتے اور دمشق کے بارے میں، اس کے فضائل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ہم نے درعا کو پیچھے چھوڑا تو سڑک پر نواں اور بصری کے بورڈ نظر آنے لگے۔ اگر سڑک کے دائیں طرف دیکھیں تو آپ کو نواں کی بستی نظر آئے گی۔ یہ وہ آبادی ہے جہاں مشہور محدث اور ریاض الصالحین کے مؤلف امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی پیدا ہوئے تھے۔ ان کے حالات زندگی میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ یہ دمشق کے قریب حوران شہر کی ایک بستی نوی میں 631 ہجری میں پیدا ہوئے۔ گویا وہ آج سے 800 سال قبل پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم تو اپنے گاؤں نوی ہی میں حاصل کی، پھر ان کے علمی شوق کے پیش نظر ان کے والد انہیں دمشق لے گئے۔ یہاں انہوں نے اپنے وقت کے بہترین علمائے کرام سے علم حدیث سیکھا۔ دیگر کتابوں کے علاوہ ان کی کتاب ریاض الصالحین کو امت میں بہت قبولیت حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں کم و بیش 1800 احادیث ہیں۔ ان کے حالات زندگی تو پھر کسی وقت ان شاء اللہ لکھوں گا۔ فی الحال اسی بات پر اکتفا کروں گا کہ عرب ممالک کی مساجد اور علمی حلقوں میں جو کتاب سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اس کا نام ریاض الصالحین ہے۔ دارالسلام نے اس کتاب کے سات یا آٹھ زبانوں میں تراجم شائع کیے ہیں۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ سے میں نے اس کتاب کا اختصار بھی کروایا تھا جسے دارالسلام نے شائع کیا۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں ان کی بستی دیکھوں۔ سڑک کی بائیں طرف بصری شہر تھا۔ بحث شروع ہو گئی کہ پہلے کس کو دیکھا جائے۔ عمر کی رائے تھی کہ ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں۔ اس مختصر وقت میں ہم دونوں جگہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ ہم نے گاڑی نوی کی طرف موڑ دی، چند کلومیٹر چلنے کے بعد جب میں نے

مجھے شام کا شہر بصری دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں روایات کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچا سردار ابو طالب کے تجارتی سفر میں بارہ سال کی عمر میں ان کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے۔ بصری شہر بہت تاریخی حیثیت کا حامل اور ہزاروں سال پرانا ہے۔ رومانی عہد میں یہ شہر بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ اگر اس کے جغرافیہ پر غور کریں تو یہ شہر واقعی بڑی مرکزی جگہ پر آباد تھا۔ دمشق سے جنوب کی طرف درعا کے مشہور قصبہ سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر بصری الشام آج بھی دیکھنے والی جگہ ہے۔ یہ جگہ اردن کی سرحد کے قریب بنتی ہے۔ دمشق سے بصری کا فاصلہ صرف 140 کلومیٹر ہے۔ میں نے کئی مرتبہ یاسر طباع سے کہا کہ میں بصری دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے سن رکھا تھا کہ وہاں آج بھی بخیری راہب کی خانقاہ موجود ہے۔ 2008 کی بات ہے کہ میں نے شام کا سفر کیا۔ اس سفر میں خلاف معمول دمشق میں نسبتاً زیادہ یعنی چار پانچ دن ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے فجر کی نماز ادا کی تو عمر طباع اپنے بھائی اسامہ کے ساتھ گاڑی لے کر ہوٹل پہنچ گیا۔ ہمارا پروگرام پہلے سے بنا ہوا تھا کہ آج ہمیں فجر کے فوراً بعد بصری کے لیے نکلنا ہوگا، ناشتہ راستے ہی میں کسی جگہ کر لیں گے۔ میں گزشتہ کئی روز سے اس تاریخی مقام کو دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔ موسم بڑا ہی خوشگوار تھا، زیادہ گرمی تھی نہ زیادہ سردی۔ ہمارا رخ درعا کی طرف تھا۔ یہ شہر شام اور اردن کی سرحد پر واقع ہے اور یہاں کا مرکزی شہر ہے۔ گاڑی فرارے بھرتی ہوئی بڑی تیزی سے منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھی۔

یہ اس دور کی بات ہے جب شام کے دیہات بھی خاصے ترقی یافتہ ہو چکے تھے۔ مجھے ان چھوٹے چھوٹے شہروں کی مساجد کے مینار بڑے اچھے لگتے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف زیتون کے درخت تھے، جن پر

قارئین کرام! اس سے پہلے کہ میں بصری الشام اور وہاں پر ہونے والے تاریخی واقعات کا ذکر کروں، میں چاہتا ہوں کہ ہم تھوڑا سا تذکرہ شام کی فضیلت کے حوالے سے کر لیں۔ یہ وہ خیر و برکت اور ایمان والی سرزمین ہے جس میں کثرت کے ساتھ انبیائے کرام تشریف لائے۔ یہاں جبریل امین کثرت سے وحی لے کر آتے رہے۔ آئیے پہلے ملک شام اور اہل شام کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث پڑھتے ہیں، پھر آگے بڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَل الْمَشْرِقِ، وَهَمَّتْهُ الْمَدِينَةُ حَتَّى إِذَا جَاءَهُ دُبُرُ أَحَدٍ تَلَقَّيْتُهُ الْمَلَائِكَةُ فَضَرَبَتْ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، هُنَالِكَ يَهْلِكُ، هُنَالِكَ يَهْلِكُ)) (مسند أحمد، حدیث صحیح)

”صبح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا۔ اس کا رخ مدینہ کی طرف ہوگا، مگر جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کا سامنا کریں گے اور اس کا رخ شام کی طرف موڑ دیں گے۔ وہیں وہ ہلاک کیا جائے گا، وہیں وہ ہلاک کیا جائے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((صَفْوَةُ اللَّهِ مِنْ أَرْضِهِ الشَّامُ، وَفِيهَا صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ، وَلَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي نَفْلًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ)) (صحیح الجامع)

”اللہ کے ہاں اس کی زمین میں سب سے پسندیدہ زمین ملک شام کی ہے۔ اسی میں اس کی مخلوق کے بہترین بندے ہیں۔ میری امت سے ایک بڑی جماعت بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوگی۔“

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((الشَّامُ أَرْضُ الْمُحْسَرِ وَالْمُنْشَرِ)) (صحیح الجامع)

”شام محشر کی اور قبروں سے نکل کر جمع ہونے کی جگہ ہے۔“

اتار کر نیچے رکھ لیا تو بخیر راہب قافلہ والوں کے پاس آیا۔ قافلہ والے اسے حیرانگی سے دیکھ رہے ہیں۔ تجارتی قافلے تو پہلے بھی یہاں آیا کرتے تھے، یہ تو کبھی کسی سے بات کرتا تھا نہ ہی کبھی کسی کے پاس جاتا تھا۔ بخیر قافلہ کے لوگوں کو بڑی توجہ سے دیکھ رہا ہے، وہ آگے بڑھتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے: ”یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ رب العالمین کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کے لیے سراسر رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔“

قریش کے لوگ اس کی طرف بڑے تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ ایک قریشی نے بہت حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

بخیر جواب میں کہہ رہا ہے: جب تم گھاٹی سے نیچے اتر رہے تھے تو تمام درختوں اور پتھروں نے ان کو سجدہ کیا تھا۔ شجر اور حجر ہمیشہ کسی نبی ہی کو سجدہ کیا کرتے ہیں، اس نے قافلہ والوں کو بتایا۔ پھر کہنے لگا: ان کی نبوت کی ایک نشانی اور بھی ہے۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ذرا بائیں جانب کندھے کی ہڈی کے نیچے کبوتری کے انڈے کے برابر یا اس سے ذرا بڑی مہر نبوت بھی ہے۔ یہ آپ ﷺ کی پشت میں ابھرا ہوا گوشت تھا۔ کوئی بھی شخص اسے باسانی دیکھ سکتا اور محسوس کر سکتا تھا۔

بخیر اپنی خانقاہ میں واپس چلا جاتا ہے۔ اس نے قافلہ والوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا۔ کھانا ہمراہ لے کر وہ قریش کے پاس آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس وقت اونٹوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ قافلہ کے لوگ ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بخیر سے باتیں کر رہے تھے۔ بخیر اللہ کے رسول ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے: ذرا اس نوجوان کو تو میری طرف بلاؤ۔

آپ ﷺ کو بلایا گیا تو بخیر نے دیکھا کہ ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ درخت کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ سب لوگ درخت کے سائے میں بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ درخت کے سائے سے ہٹ کر ایک جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ راہب دیکھ رہا ہے کہ درخت کا سایہ آپ ﷺ کی طرف جھک گیا ہے۔ راہب قافلہ والوں کو متوجہ کر کے کہہ رہا ہے: ارے وہ دیکھو! درخت کا سایہ ان کی جانب مائل ہو گیا ہے۔

پر گئے۔ جسے آپ Arch آرج کہہ سکتے ہیں۔ خانقاہ کا دروازہ کوئی دس پندرہ میٹر اونچا ہو گا۔ اندر مجھے کوئی بڑا کمرہ نظر نہیں آیا۔ میں اس خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اسے نہایت قیمتی پتھروں سے بنایا اور سجایا گیا تھا۔ میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پیچھے چلا گیا۔ میں چشم تصور سے مکہ کی بستی کو دیکھ رہا ہوں۔ بیت اللہ شریف کے ارد گرد قریش کے مختلف قبائل آباد ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ کے والدین اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ محبت اور لاڈ پیار کرنے والے دادا محترم بھی اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ سردار ابو طالب کی کفالت میں یتیم مکہ پرورش پا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے آباء و اجداد کے تمام طریقوں کو ٹھکرا دیا ہے۔ بیت اللہ میں کتنے ہی بت رکھے ہوئے ہیں، مگر انہوں نے کبھی ان کو سجدہ کیا نہ ہی کبھی ان کے سامنے اپنی گردن کو جھکایا۔ ان کا بچپن بڑا پاکیزہ اور نرالا ہے۔ نہایت صاف ستھرے رہنے والے محمد ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی آنکھوں کے تارے ہیں۔

سردار ابو طالب ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کے سفر کے لیے روانہ ہو رہے ہیں۔ پیچھے سے غیر معمولی محبت کے پیش نظر آپ ﷺ کو بھی ہمراہ لے لیا۔ اس قافلہ میں قریش کے اور بھی بہت سارے لوگ ہیں۔ تجارتی قافلہ مکہ سے بدر اور پھر یثرب سے گزرتا ہوا کوئی پندرہ بیس دن میں بصری پہنچ جاتا ہے۔ اس دور میں یہ مقام حوران کا مرکزی شہر تھا۔ اس علاقے پر رومیوں کی حکومت تھی۔ بصری اس علاقے کا دارالحکومت تھا۔ شہر میں جرجیس نامی ایک راہب رہتا ہے، بخیر اس کا لقب ہے۔ قافلہ نے اس کی خانقاہ سے کچھ فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا ہے۔ بخیر قافلہ کو بڑی باریک بینی سے دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنی کتابوں میں پڑھ رکھا ہے کہ آخری نبی کے ظہور کا وقت ہو چکا ہے اور وہ عنقریب اس دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ اس نے اس قافلہ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا تھا۔ قافلہ جب گھاٹی سے نیچے اتر رہا تھا تو تمام درختوں اور پتھروں نے ایک بارہ سالہ نوجوان کو سجدہ کیا تھا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ شجر اور حجر کسی نبی ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب قافلہ والوں نے اپنی سواریوں سے سامان

وقت کا حساب لگایا تو عمر سے کہا: چلو پہلے بصری الشام چلتے ہیں۔ واپسی پر اگر وقت مل گیا تو ٹھیک، ورنہ پھر کبھی سہی..... وہی ہوا۔ واقعی ہمیں بصری ہی میں شام ہو گئی تھی، اس لیے نئی کو نہ دیکھ سکے۔

ہم کوئی دس بجے کے قریب بصری پہنچے تو خوش قسمتی سے ایک گائیڈ مل گیا۔ یہ مقامی سکول میں ٹیچر تھے۔ (نام ذہن سے نکل گیا ہے) یہ سکول میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بصری کی سیر بھی کرواتے تھے۔ اس سے ان کو کچھ نہ کچھ اضافی رقم مل جاتی تھی۔ لمبے قد اور قوی جسم والا یہ گائیڈ بڑا ہی تجربہ کار اور سمجھدار تھا۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا، کبھی یہ شہر اس علاقے کا مرکزی مقام تھا۔ یہاں سے بیت المقدس، دمشق اور اردن کا دارالحکومت عمان زیادہ دور نہ تھے۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں اس جگہ تجارت کی غرض سے کثرت سے آیا کرتے تھے۔ یہ قافلے بصری سے آگے دمشق تک بھی جایا کرتے تھے۔ فلسطین یہاں سے کوئی سو ڈیڑھ سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی سینکڑوں سال پہلے سے یہ تجارت کا مرکز تھا۔ بلکہ مؤرخین کے مطابق یہ قافلے چین تک اسی راستے سے جایا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! کون جانتا ہے کہ آج جو شہر بڑے آباد نظر آتے ہیں کئی سو برس بعد ان کی حیثیت کیا رہ جائے گی۔

یہ شہر پرانے دور کی یاد دلاتا ہے۔ اس کی دیواریں بہت چوڑی تھیں۔ مجھے سب سے زیادہ شوق بخیر راہب کی خانقاہ دیکھنے کا تھا۔ چنانچہ میں نے گائیڈ سے کہا کہ پہلے اس طرف چلتے ہیں۔ پرانے شہر کی عمارتیں اب عملاً ختم ہو چکی ہیں۔ نیا شہر جہاں کا ہمارا گائیڈ رہنے والا تھا وہ پرانے شہر سے ایک دو کلومیٹر ہٹ کر بنایا گیا تھا۔ شہر کے ارد گرد فصلیں لہلہا رہی تھیں۔ یہاں کی گندم دنیا کی سب سے بہترین گندم مانی جاتی ہے۔ اٹلی کے بڑے بڑے تاجروں نے یہ زمینیں خرید رکھی ہیں یا پھر مزارعین کو پیشگی ڈالر دے کر کئی سالوں کے لیے گندم کی پیداوار خرید رکھی ہے۔ واقعی یہ ارض مبارک ہے۔

ان دنوں جرمن حکومت کے تعاون سے پورے بصری میں ترقیاتی کام ہو رہے تھے۔ ہر طرف مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ پتھر کاٹ کاٹ کر سڑکوں کو کشادہ اور خوبصورت بنایا جا رہا تھا۔ ہم سب سے پہلے بخیر راہب کی خانقاہ

ایک سوال کیا: یہ بچہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ کہنے لگے: یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا: یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا، ناممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو۔ ابو طالب کہنے لگے: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے کہا: سردار ابو طالب! اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑو اور بڑی احتیاط سے انہیں واپس مکہ لے جاؤ۔ اللہ کی قسم! اگر یہ شام میں داخل ہو گئے تو یہود انہیں دیکھ کر پہچان لیں گے۔ اگر وہ انہیں پہچان لیں گے تو ضرور انہیں قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ بعض روایات کے مطابق سردار ابو طالب نے آپ ﷺ کو ایک شخص کے ساتھ وہیں سے مکہ مکرمہ واپس بھیج دیا اور بعض روایات کے مطابق ابو طالب نے جلدی جلدی اپنا تجارتی سفر مکمل کیا اور بہت احتیاط کے ساتھ گہری نگرانی میں اللہ کے رسول ﷺ کو مکہ مکرمہ لے گئے۔

میں اس یادگار آرج کے سامنے کھڑا رہا۔ ہم لوگ اس کے اندر بھی داخل ہوئے۔ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ پتھر کے دروازے دیکھے۔ چھوٹے چھوٹے کمرے جو غاروں میں بنے ہوئے تھے ان کے دروازے بڑے بڑے پتھروں سے بنائے گئے تھے۔ ان پتھروں کو بڑے بڑے تختوں کی شکل میں تراشا گیا تھا۔ خانقاہ کے قرب و جوار میں چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں۔ جہاں پر بصری کی تصاویر کے کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔ میں نے چند کارڈ خریدے بصری شام پر عربی زبان میں ایک کتاب بھی خریدی۔ یہاں قدم قدم پر رومانی دور کے آثار ہیں۔

یہاں پر جامع مسجد عمر بن خطابؓ بھی واقع ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں جلد از جلد اسے دیکھوں۔ یہ بہت بڑی مسجد ہے اور اس کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ سیدنا عمر فاروقؓ کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ ہمیں شہر میں پھرتے پھرتے ظہر ہو چکی تھی۔ مسجد میں گئے تو وہاں بھی ترمیم و مرمت کا کام ہو رہا تھا۔ ہم نے مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں دوگانہ اکٹھی ادا کیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے درجات کی بلندی کے لیے دعائیں کیں۔ ایک چیز جو بڑی اہم نظر آئی وہ یہ تھی کہ شہر میں صفائی بہت تھی۔ کیا محال کہ کہیں آپ کو گندگی نظر آجائے۔ ہمارا گائیڈ ہمیں لے کر شہر میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ پتھروں کے اس شہر میں ایک جگہ ہمیں پانی کا بہت بڑا

دروازہ الفاظ و واقعات ان شاء اللہ وہی ہیں۔ اس یادگار سفر کے بارے میں مختلف سیرت نگاروں نے تحقیق کر کے اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے۔ مثلاً ”البدایہ والنہایہ“ میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب راہب نے کھانا تیار کر لیا تو اس نے قافلے کے تمام لوگوں کو اس دعوت میں جمع کیا اور کہنے لگا: دیکھو کوئی چھوٹا یا بڑا اس دعوت میں آنے سے رہ نہ جائے۔ سبحان اللہ! جس شخصیت کی خاطر اس نے یہ دعوت کی تھی جب وہ اسے نظر نہ آئی تو اس نے دائیں بائیں دیکھا، لوگوں کے درمیان اس کی نگاہیں آپ ﷺ کو تلاش کرتی رہیں۔ جب وہ انہیں کہیں نظر نہ آئے تو کہنے لگا: کیا تم سب کے سب یہاں آچکے ہو؟ کہنے لگے: ہم ایک بچے کے علاوہ سب کے سب آگئے ہیں۔ وہ بچہ ہمارے ساز و سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔

قافلے والوں میں سے ایک کہنے لگا: ہم بڑی عجیب و قوم ہیں کہ ہم تو دعوت کے مزے لے رہے ہیں اور یتیم کو اپنے سامان کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑ دیا ہے، چنانچہ انہوں نے ایک شخص کو بھیجا جو آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے آیا۔

اب بحیرہؓ، اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت کرنے لگا۔ کہنے لگا: میں آپ کو لات اور عزی کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں۔ وہ لات اور عزی کو نہیں مانتا، مگر اس کو معلوم تھا کہ قریش کے ہاں کسی بات کو تاکید سے کہنا ہو تو یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لات و عزی کی قسم نہ دیجیے! مجھے جتنی نفرت ان سے ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں۔ پھر اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہو، پوچھو۔ اب اس نے آپ ﷺ کے سونے، جاگنے، کھانے، پینے اور دیگر معمولات زندگی کے بارے میں سوالات شروع کیے۔ اس نے پوچھا: آپ کو خوابوں میں کیا کچھ نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ جواب دیتے گئے حتیٰ کہ اسے اطمینان ہو گیا کہ یہ وہی آخر الزمان نبی ہیں جو پوری کائنات کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجے جانے والے ہیں۔

اب وہ ابو طالب کی طرف متوجہ ہوا، اور ان سے

راہب قریشی تاجروں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھ رہا ہے: اس نوجوان کا سر پرست کون ہے؟ قریشی جواب میں سردار ابو طالب کا نام لے رہے ہیں۔ راہب نے سردار ابو طالب کو اللہ کا واسطہ دے کر کہا: آپ انہیں فوراً واپس مکہ بھیج دیں یہودی اور عیسائی اس کے جانی دشمن ہیں۔ مجھے ڈر ہے وہ کہیں اسے نقصان نہ پہنچا دیں۔ سردار ابو طالب نے راہب کا یہ اصرار دیکھا تو ایک جانے والے قافلہ کے ساتھ آپ ﷺ کو مکہ واپس بھجوا دیا۔

قارئین کرام! ڈاکٹر علی محمد صلابی نے اپنی مایہ ناز کتاب سیرت النبی ﷺ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب راہب قریش کے لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر کہہ رہا تھا کہ انہیں رومیوں کے پاس یا ان کے علاقے میں نہ لے جانا۔ رومی ان کے اوصاف پہچان کر انہیں قتل کر ڈالیں گے۔ ابھی راہب یہ گفتگو کر رہا تھا کہ اسی دوران سات رومی وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ راہب قافلہ والوں سے ہٹ کر ان کے پاس جاتا ہے اور ان سے پوچھتا ہے کہ تم لوگ یہاں کیسے آئے ہو؟

جواب میں وہ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وقت کا نبی اس مہینے میں ایک سفر پر نکلے والا ہے۔ اس لیے جتنے بھی راستے ہیں ان پر آدمی بھجوا دیے گئے ہیں۔ ہمیں تمہاری خانقاہ کی طرف بھجوا گیا ہے، وہ گویا ہوئے۔ راہب ان سے ایک سوال پوچھتا ہے، یہ بتاؤ کہ تمہارے پیچھے تم سے کوئی بہتر شخص ہے۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمارے آقا نے تمہاری خانقاہ کی طرف بھیجنے کے لیے ہمارا ہی انتخاب کیا ہے۔ لہذا ہم ہی سب سے بہتر ہیں۔

راہب اپنی اس نرم گفتگو کے بعد ان سے متوجہ ہوتا ہے اور ان سے ایک سوال مزید پوچھتا ہے۔ یہ بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کام کا ارادہ کر لیا ہے تو کیا کوئی شخص اس میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے؟ رومی کہنے لگے: نہیں۔ چنانچہ ان سب نے راہب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور کئی روز تک اس کے ساتھ مقیم رہے۔

قارئین کرام! میں نے اوپر والی سطور الرجیق المختوم اور سیرت النبی ﷺ مولفہ علی محمد صلابی سے معمولی تصرف کے ساتھ لی ہیں۔ میں نے صرف انداز بدلا ہے

ہمارے سامنے رکھتے چلے گئے۔ سبھی نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر پھلوں کی باری آئی۔ ایک سے بڑھ کر پھل مزیدار، خوش ذائقہ اور لذیذ تھا۔ آخر میں چائے کی باری تھی جو انواع و اقسام کی تھی۔ اس کا گھر واقعی محل نما تھا۔ نہایت ہی کھلا، خوبصورت اور نیا بنا ہوا تھا۔ اس نے کھانے کے بعد میرا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگا: عبدالمالک! تم پہلی مرتبہ میرے گھر آئے ہو۔ آؤ میں تمہیں اپنا گھر دکھاتا ہوں۔ وہ مجھے عقی دروازے سے گھر کے اندر لے گیا۔ عورتوں کو اس نے آواز دی کہ میرا بھائی آ رہا ہے۔ میں اس کو دعائیں دیتا رہا۔ اس نے بڑے شوق سے اپنا گھر بنایا تھا۔ ہم رات گئے اس خوبصورت دعوت سے واپس دمشق آ گئے۔

گذشتہ دو تین سال سے شام کے حالات بہت خراب ہیں۔ مجھے اس علاقہ کے حوالہ سے بڑی افسوس ناک اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ میں عمر طباع سے اکثر احباب کا نام لے کر ان کے حالات پوچھتا رہتا ہوں۔ کوئی ایک سال قبل مجھے یاسر طباع نے یا عمر نے بتایا کہ اس گاؤں الحراق کے بیشتر گھروں کو شام کی افرورس نے تباہ کر دیا ہے۔ اور ہمارے منصور بھائی کا گھر؟ میں چیخا۔ ہاں اس کا گھر بھی اس تباہی کی زد میں آ گیا ہے۔ خوش قسمتی سے کچھ عرصہ قبل اس نے اپنی فیملی کو ابوظہبی بلوایا تھا۔ اس لیے اس کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ جس رات مجھے یہ اطلاع ملی وہ میری زندگی کی سب سے لمبی راتوں میں سے تھی۔ میں رات گئے تک روتا رہا، مجھے نیند نہیں آئی۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ میں اس قدر حساس طبیعت کا مالک ہوں، میں اپنے بارے میں تصور رکھتا تھا کہ میں سخت دل والا ہوں۔ مگر اس روز مجھے اندازہ ہوا کہ اگر اپنوں پر مصیبت آئے تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میرے ہاتھ بے اختیار اہل شام کے لیے اٹھ گئے۔ اے اللہ! ان کی مدد فرما۔

شام ہی کے حوالے سے محدث شام شیخ عبدالقادر ارناؤط کا نام بڑا مشہور و معروف ہے۔ مجھے ان سے ملنے کا شوق بھی تھا۔ انہوں نے حدیث کی جو خدمت کی ہے اس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آئندہ قسط میں ہمارے قارئین اس عظیم عالم ربانی کے بارے میں جان سکیں گے۔

(جاری)

ہی نہیں ملا۔ عصر کے بعد برادر عمر طباع نے بتایا کہ آج رات کا کھانا ہم نے جناب منصور الزامل کے ہاں کھانا ہے۔ ان کا گاؤں یہاں سے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ہمیں مغرب سے پہلے پہلے وہاں پہنچنا ہے۔ ہم نے اپنے گائیڈ کی حسب توفیق خدمت کر دی۔ میرے ساتھ تو وہ بہت مانوس ہو گیا تھا۔ مجھے اس کے الفاظ آج بھی یاد ہیں: اللہ کی قسم! اگر میری بیوی بیمار نہ ہوتی تو تم لوگوں کو ہر حالت میں اپنے گھر لے جاتا اور عصر کی چائے پیے بغیر نہ آنے دیتا۔

ہمارا رخ ”الحراق“ نامی گاؤں کی طرف تھا، یہ دمشق سے 60 کلومیٹر دور ہے۔ جب ہم الحراق پہنچے تو مغرب ہونے والی تھی۔ منصور الزامل کتابوں کے ناشر ہیں۔ ابوظہبی میں ان کا مکتبہ ہے، ان دنوں وہ شام آئے ہوئے تھے۔ ہمارے ان کے ساتھ کاروباری تعلقات برسوں سے چلے آ رہے ہیں۔ وہ عموماً ہم سے انگلش یا بعض دیگر زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم خریدتے ہیں۔

کافی کچم شیم اور 140 کلوگرام کے منصور کا قد اور جسم جتنا بڑا ہے اس سے کہیں بڑا ان کا گھر ہے۔ گھر کے ساتھ بہت بڑا باغ جس میں انواع و اقسام کے پھل اور پھول لگے ہوئے تھے۔

مجھے یہ دعویٰ تو نہیں کرنا چاہیے کہ آج کی رات مہمان خصوصی میں ہی تھا مگر یہ شاید درست بھی ہو۔ بہر حال اس شخص نے ہمارا جو اکرام کیا جو عزت دی وہ کئی سال گزرنے کے باوجود آج تک یاد ہے۔ دمشق سے اور بھی ناشرین کو اس نے دعوت دے رکھی تھی۔ اس نے تین بکرے ذبح کیے تھے۔ مجھے سامنے والی فرش نشست پر بٹھایا گیا۔ میرے سامنے کوئی بیس سے زائد لوگ ہوں گے۔ میرے سامنے اس نے بھنے ہوئے سالم بکرے والی ٹرے رکھتے ہوئے کہا: عبدالمالک مجاہد! آپ کا ہمارے گھر آنا مبارک ہو۔

قارئین کرام! میں نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی دعوتیں کھائی اور کھلائی بھی ہیں، مگر اس جیسی دعوت کم ہی دیکھنے میں آئی۔ اس نے خصوصی طور پر بیروت سے حامور پھلی منگوا رکھی تھی۔ شامی کھانوں کا کچھ نہ پوچھئے اس کے ملازم اس کے بیٹے اور وہ خود بھی مختلف ڈشیں

تالاب نظر آیا۔ اب وہ سوکھ چکا تھا۔ گائیڈ کہنے لگا: ماضی میں سب سے اہم مسئلہ پانی کا حصول تھا۔ شہروں میں پانی کے تالاب بنائے جاتے تھے۔ خصوصاً اونٹوں، گھوڑوں اور خجروں کے پینے کے لیے پانی کا خصوصی بندوبست کیا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پانی کے گھاٹ بنے ہوئے تھے۔ ایک جگہ ہمیں زمین سے خاصی بلندی پر ستونوں کے اوپر سنگ مرمر کی ایک چارپائی نظر آئی۔ اس کا نام گائیڈ نے ”سریر بنت الملک“ بتایا کہ یہ بادشاہ کی بیٹی کی چارپائی ہے۔ پھر اس نے ہمیں اس چارپائی کے حوالے سے ایک عجیب و غریب سی داستان سنا دی۔ وہ مجھے لوک داستان لگی۔ اس لیے میں اپنے قارئین کو سنا کر اپنا اور ان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

”مہرک الناقہ“ کے مقام پر ایک خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ کبھی یہاں ایک مدرسہ ہوتا تھا۔ ہمارا گائیڈ بتانے لگا کہ یہ مدرسہ امام ابن حجرؒ کا تھا، وہ یہاں پڑھاتے رہے۔

شہر کے ایک طرف بہت بڑا سٹیڈیم ہے۔ یہ سٹیڈیم رومانی دور میں بنایا گیا تھا، یہ واقعی عجوبہ عالم ہے۔ اس کے چاروں طرف دروازے ہیں۔ بیڑھیوں سے نیچے اتر کر ہم نے بھی یہ سٹیڈیم دیکھا۔ بہت ہی بڑی جگہ ہے۔ سٹیڈیم میں 15000 پندرہ ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اس کو اس طریقے سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ صرف دس منٹ میں اسے خالی کیا جاسکتا ہے۔ حکومت نے مختلف یورپی اداروں کے تعاون سے ان مقامات کی خوب حفاظت کی ہے۔ ہمارا گائیڈ کہنے لگا: کبھی یہاں سٹیج ڈرامے ہوا کرتے تھے اور مقررین خطاب بھی کیا کرتے تھے۔ میں نے بھی نیچے اتر کر سٹیج پر تقریر کرنے کی کوشش کی۔ میں سوچتا رہا کہ اس دور میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے مقررین تقاریر کیسے کرتے تھے۔ چونکہ مقامی گائیڈ ہمارے ساتھ تھا۔ سکیورٹی کے تمام ارکان اسے جانتے تھے اس لیے ہماری گاڑی ہر جگہ آسانی سے ادھر سے ادھر گھومتی رہی۔ بلاشبہ یہ دن میری زندگی کا بڑا یادگار دن تھا۔ میں نے تاریخ کے حوالے سے بہت کچھ دیکھا۔ دوپہر کے کھانے کے وقت بھی ہم اس شہر میں گھومتے پھرتے رہے۔ سچ پوچھیں تو ہمیں کھانے کا وقت

امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کا دورہ سرگودھا

امیر محترم پروفیسر ساجد میر نے ایجنسیوں کی طرف سے لوگوں اور بالخصوص مولانا یوسف پرسوری اور پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کو اٹھائے جانے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس طرز عمل کو غیر اخلاقی، غیر قانونی اور غیر جمہوری قرار دیا۔ اس طرح پروفیسر عبدالجبار شاکر کوئی ماہ سے لاپتہ ہیں اور ابھی تک ان کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ وہ ابھی ایجنسیوں کے پاس ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس طریقہ کار کے خلاف ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ حکومت کو یہ رویہ ترک کرنا چاہیے۔

بعد ازاں امیر محترم مقامی قائدین کے ہمراہ جامع مسجد محمدیہ الہمدیہ مقام حیات پہنچے جہاں پر مولانا سید محمد بسطین شاہ نقوی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مرکزی جمعیت الہمدیہ میں ازسرنو شمولیت کا اعلان کیا۔ اس موقع پر مولانا سید محمد بسطین شاہ نقوی نے امیر محترم کی قیادت و سیادت اور ناظم اعلیٰ حافظ عبدالکریم کی نظامت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مرکزی جمعیت الہمدیہ کے ساتھ چلنے کا عہد کیا اور کہا کہ ہم مسلک الہمدیہ کی اشاعت و ترویج کیلئے جماعتی نظم کے تحت کام کرتے رہیں گے۔

امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب نے کہا کہ میں مولانا سید محمد بسطین شاہ نقوی کے ادارہ میں آکر خوشی اور مسرت محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت تبلیغی، دینی اور علمی جماعت ہے۔ مسلکی اور دینی جماعت ہونے کے ناطے علماء کی معیت اور راہنمائی کی بہت ضرورت ہے۔ انہوں نے مولانا سید محمد بسطین شاہ نقوی کی ازسرنو جماعت میں شمولیت کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ہم باہم متحد ہو کر ہی وطن عزیز میں اعلیٰ کلمۃ اللہ، کتاب و سنت کے عملی نفاذ اور اسلامی نظام کے فروغ کیلئے جدوجہد کر سکتے ہیں۔

مولانا عبدالرشید مجازی نے کہا کہ جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی بقاء، عزت اور زندگی ہے۔ امیر شری سرگودھا جناب عرفان اللہ ثنائی صاحب نے کہا کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ہی اہل حدیث کی واحد نمائندہ تنظیم ہے جس کے امیر پروفیسر ساجد میر صاحب ہیں۔ اس موقع پر A.Y.F پنجاب کے صدر حافظ عمران تبسم، مولانا بنیامین عابد، چوہدری حامد حمید ایم این اے بھی موجود تھے۔ مولانا سرفراز احمد کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ نماز مغرب کے بعد مہمانوں کی پر تکلف عشاء سے توضیح کی گئی۔

رپورٹ:۔ رضوان حمید سیکرٹری اطلاعات شری سرگودھا

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر رحمہ اللہ مورخہ 18 فروری بروز منگل ایک روزہ دورہ پر سرگودھا تشریف لائے۔ سرگودھا شہر سے ۱۵ کلومیٹر باہر امیر ضلع سرگودھا مولانا سرفراز احمد، امیر شری عرفان اللہ ثنائی صاحب، ناظم میاں طاہر عزیز، ناظم مالیات حاجی سعید اختر کابینہ کے اراکین A.Y.F شری کے صدر عبدالجبار سلفی، جنرل سیکرٹری عمران ربانی اور کارکنان کی بڑی تعداد امیر محترم کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ جونہی امیر محترم براستہ بھلوال 33 پتھانک پر پہنچے تو امیر محترم کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ گل پاشی کی گئی اور سینکڑوں موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں پر مشتمل قافلہ شہر کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ قافلہ مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا مقامی ہوٹل پہنچا۔ جہاں ایک پرجوش پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے شہری جماعت کے امیر عرفان اللہ ثنائی صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ ان کی قیادت میں سرگودھا آمد پر میرا پر جوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت غالباً پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے مذاکرات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات کی کامیابی کیلئے جنگ بندی کر کے کھلے دل اور ذہن کے ساتھ مل بیٹھنا ہوگا۔ مذاکرات کے دوران ایف سی کے 23 اہلکاروں کی شہادت قابل مذمت واقعہ ہے۔ طالبان کو غلط گائیڈ کیا گیا ہے کہ موجودہ نظام کو اسلامی نظام میں تبدیل کرنے کے لئے لوگوں کو مارنا اور ان کے گلے کاٹنا ہو گئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلسل جدوجہد، حکمت و دانائی اور بتدریج تبلیغ کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی کر کے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔

خارجہ امور پر بات کرتے ہوئے امیر محترم نے کہا کہ سعودی عرب، چین اور ترکی پاکستان کے با اعتماد اور قریبی دوست ممالک ہیں۔ جنہوں نے سیاسی، معاشی اور سفارتی لحاظ سے پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں سعودی عرب کے ساتھ تعلقات سرد مہری کا شکار ہو گئے تھے۔ لیکن موجودہ دور حکومت میں تسلسل کے ساتھ سعودی حکام کے دورے مثبت پیش رفت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے ساتھ بڑھتے ہوئے تجارتی، ثقافتی تعلقات کے حوالہ سے ہماری جماعت کے تحفظات ہیں۔ پاکستان کے حوالہ سے انڈیا کا رویہ منافقانہ رہا ہے۔ سیاحین سر کریم کے علاوہ کشمیر اور دریائی پانی کے مسائل حل کئے بغیر انڈیا سے دوستی اور بھارت نوازی ہمارے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

اہل حدیث یوتھ فورس جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام ملتان میں ”بیجی کشمیر ریلی“

کشمیری بھائیوں سے اظہار بیعتی و ہمدردی کے لیے اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے زیر اہتمام جنوبی پنجاب میں کشمیر ڈے پر بھرپور ریلیوں اور سیمینارز کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں مرکزی پروگرام ملتان میں ”بیجی کشمیر ریلی“ کا انعقاد کر کے کیا گیا۔ یہ شاندار ریلی ڈیرا اڈا چوک سے نواں شہر چوک تک نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت امیر مرکزیہ ملتان شری علامہ عنایت اللہ رحمانی، ڈاکٹر ملک عبدالکریم ندیم، عبدالحی اشری، قاری عطاء اللہ، قاری ہدایت اللہ ناظم جامعہ اسلامیہ ملتان کر رہے تھے۔ صدر جنوبی پنجاب حافظ عامر صدیقی بوجہ ریلی میں شرکت نہ کر سکے۔ دوران ریلی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان کثیر تعداد میں کوریج کرتے ہوئے نواں شہر چوک تک ہمراہ رہے۔ ریلی نواں شہر چوک پہنچی تو جلسہ کی صورت اختیار کر گئی۔ خطابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے مرکز ابن قاسم کے اساتذہ عمر چنگوانی، حافظ عظیم طارق، حافظ ریاض عقاب، مولانا صدیق حامد اور احسان الحق، ناظم جامعہ اسلامیہ قاری ہدایت اللہ نے خطاب کیا۔ مرکز ابن قاسم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید عابد نے اختتامی خطاب کیا اور دعا بھی کرائی۔ جبکہ شری امیر علامہ عنایت اللہ رحمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل میں حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عملدرآمد کرائے، حکمران مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقوام متحدہ میں آواز اٹھائیں اور عملی اقدامات کریں۔ ڈاکٹر ملک عبدالکریم ندیم نے کہا کہ شہرگ کے بغیر وجود ختم ہو جاتا ہے، لہذا پاکستان کے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے کشمیر کو پاکستان کا حصہ سمجھ کر اس کا دفاع اور اسے حاصل کیا جائے اور بھارتی مظالم و تسلط سے نجات دلائی جائے۔ یہ کامیاب ریلی پرامن طریقے سے اختتام پذیر ہوئی۔

رپورٹ شعبہ نشر و اشاعت: الہمدیہ یوتھ فورس جنوبی پنجاب

سالانہ اہل حدیث کانفرنس

اہل حدیث یوتھ فورس بھرائیاں کے زیر اہتمام 35 ویں سالانہ اہل حدیث کانفرنس 18 مارچ 2014ء بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدیہ الہمدیہ بمقام بھرائیاں میں منعقد ہو رہی ہے۔ زیر سرپرستی: مولانا سید محمد بلال طاہر خطیب مسجد ہذا، زیر صدارت سید اسحاق یوسف، زیر نگرانی: سید داؤد اسماعیل۔ خطاب: صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم یزدانی، قاری محمد حنیف ربانی، حافظ محمد یوسف پرسوری، مولانا محمد یحییٰ وابلہ۔ منجانب: A.Y.F بھرائیاں نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

مولانا محمد یوسف پرسوری..... اسیری سے رہائی تک

مولانا محمد یوسف پرسوری مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے نائب ناظم اعلیٰ، نامور مبلغ اور عظیم عالم دین ہیں۔ بہت تھوڑی عمر میں انہوں نے ملک بھر میں مسلک اہلحدیث کے ترجمان کی حیثیت میں شہرت پائی ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مزین ان کے خطابات عوام الناس کے دلوں کی بھر دھرتی میں علم کا بیج بوتے ہیں جس سے عمل کا پودا کھلتا ہے اور لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہوتی ہے۔ مولانا یوسف پرسوری کو اللہ تعالیٰ نے متاثر کن خطابات کا ملکہ عطا کر رکھا ہے۔ آپ اپنے مسلک کے دفاع کا پرجوش جذبہ رکھتے ہیں، پاکستان بھر میں کسی بھی کوٹنے پر کسی نے اگر مسلک پر اعتراض کیا تو مولانا یوسف پرسوری نے اپنے اکابر کی تاریخ دہراتے ہوئے اس اعتراض کا مسکت جواب تو دیا ہی ہے اعتراض کرنے والوں کو بھی بھی دوبارہ ایسا اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہونے دی۔ مولانا کے یہ ”جرائم“ دن بدن بڑھتے جا رہے تھے۔ اور پھر اس کا لازمی نتیجہ وہی نکلا جو عموماً نکلا کرتا ہے۔ کہیں پرچہ، کہیں ریپٹ اور کہیں دھمکی۔ مگر مولانا جرأت کا پیکر بنے رہے، نہ کسی دھمکی کی پروا کی، نہ پولیس کی ہتھکڑیوں کا خوف دل میں لائے اور نہ ہی اپنے شش سے باز آئے۔

13 فروری کی رات ڈسکہ سے ایک پروگرام میں خطاب کے بعد گوجرانوالہ کے لئے عازم سفر ہوئے، ابھی مندی پور نہر پر پہنچے تھے کہ بظاہر اہلیت فورس کی ایک گاڑی نے آپ کا راستہ روکا، سمجھے کہ روٹین کی کارروائی ہے، تعارف کروایا مگر وہ تو ایک خاص مشن پر تھے، انہوں نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کو اپنی گاڑی میں بٹھایا اور یہ جاہ جاہ۔ رات دو بجے کے قریب ان کے ساتھیوں کو گونڈال والا گاؤں کے قریب جا کر چھوڑ دیا مگر مولانا کو غائب کر دیا۔ نہ کسی پولیس آفیسر کو علم نہ انتظامیہ کے کسی بندے کو پتہ۔ رہا ہونے والے ساتھیوں نے گوجرانوالہ شہر پہنچ کر بعض احباب جماعت کو مطلع کیا۔ رات دو بجے کے بعد ناظم تبلیغ پنجاب مولانا مفتی کفایت اللہ شاہ کراکون مجھے موصول ہو، انہوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی۔ نماز فجر کے فوراً بعد امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد سے رابطہ کیا، وہ مجھ سے پہلے ہی اس سے باخبر تھے، اور افسوس کے ساتھ ساتھ بے چین بھی تھے۔ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب کو صورتحال بتانے کے لئے فون کیا تو وہ بھی انتہائی غمزدہ تھے اور مسلسل دعا میں مصروف تھے۔ ادھر خطبہ جمعہ کی تیاری کا مسئلہ بھی تھا اور مولانا کی گمشدگی نے بھی ذہن کو مفلوج کر رکھا تھا، چونکہ معاملہ گوجرانوالہ کا تھا، کہ یہاں سے جماعت کے نامور عالم دین کا اغواء ہو گیا تھا۔ ناظم سٹی صاحبزادہ حافظ عمران عریف سے درخواست کی تو وہ پہلے سی پی او

گوجرانوالہ سے رابطہ کر چکے تھے۔ مگر CPO صاحب نے بھی کہہ دیا تھا کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ ان سے ملاقات کا وقت ہوا۔ انہوں نے پورے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ خطابات جمعہ سے فراغت پاتے ہی سب دوست دفتر مرکزی شی گوجرانوالہ میں اکٹھے ہوئے۔ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب کی قیادت میں ایک وفد جس میں ناظم سٹی اور راقم الحروف شامل تھے آر پی او گوجرانوالہ سے ملا اور ان سے اس اغواء پر شدید احتجاج کیا۔ انہوں نے A.DIG صاحب کو ہم سے کوآرڈینیشن کا حکم دیا اور پھر پور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ ڈسکہ سے بھی کچھ سامی آگئے اور پھر پورے ملک میں کارکنان جمعیت میں شدید اضطراب کی خبریں بھی ملنا شروع ہو گئیں۔ جناب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب MNA نے ایک دن میں کم و بیش پانچ مرتبہ فون کر کے Updates لیں اور ہدایات جاری کرتے رہے۔ خود بھی صوبائی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور ملک سلیمان صاحب (ناظم تعلقات عامہ پنجاب) کو مستقل طور پر اس کیس کو ڈیل کرنے کی ہدایت کی۔ امیر و ناظم پنجاب کی پریشانی بھی ان کے بار بار آنے والی فون کالز سے عیاں ہو رہی تھی۔ مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی، مولانا حافظ عبدالحمید عامر، مولانا قاری محمد یونس آف حویلی لکھا اور دیگر علماء کے بہت سارے فونز اس بات کے غماز تھے کہ سبھی اپنے اس عظیم مبلغ کے لئے پریشان ہیں۔ ادھر مولانا مفتی کفایت اللہ شاہ صاحب سیالکوٹ میں انتظامیہ سے رابطوں کا محاذ سنبھالے ہوئے تھے۔ مگر یہاں جنگل کا قانون ہے، کوئی افسر بھی کچھ بتانے کی پوزیشن میں نہیں تھا، بلکہ ایک بڑے افسر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہر ایجنسی پر ایک اور ایجنسی چبکی ہوئی ہے، کسی کو کوئی علم نہیں ہوتا کہ کون کیا کر رہا ہے، ان حالات میں جماعت کی قیادت نے جب محسوس کیا کہ اس طرح کام نہیں ہوگا تو امیر محترم قائد اہلحدیث جناب سینئر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے واضح طور پر شدید احتجاج کا حکم جاری فرمایا۔ ناظم مرکزی سیکرٹریٹ حافظ بابر فاروق رحیمی نے تمام اضلاع کے امراء و ناظمین کو امیر محترم کا حکم پہنچایا۔ جیسے ہی صوبہ بھر میں خصوصاً پورے ملک میں عموماً یہ حکم نامہ پہنچا کارکنان مرکزی جمعیت سڑکوں پر نکلنا شروع ہوئے۔ گوجرانوالہ میں مرکزی جمعیت و اہلحدیث یوتھ فورس ضلع و شہر کا مشترکہ اجلاس اتوار 16 فروری کو دفتر مرکزی شی میں امیر ضلع کی صدارت میں ہوا۔ جس میں انتظامیہ کو واضح طور پر یہ پیغام دیا گیا کہ اگر ایک دن کے اندر اندر مولانا کو بازیاب نہ کر دیا گیا تو منگل کو شدید احتجاج ہوگا اور جی ٹی روڈ کو چند اقلہ بانی پاس سے بند کر دیا جائے گا اور حالات کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

ادھر لاہور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے زیر اہتمام پریس کلب کے باہر ایک بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں خواتین کی بڑی تعداد نے بھی شرکت کی۔ اسی دن امیر محترم گوجرانوالہ کے دورے پر تشریف لائے تو آپ نے جامع مسجد قباء اہلحدیث فیروز والا پل کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے واضح طور پر فرمایا کہ ہم علماء کو اس طرح بے بس نہیں ہونے دینگے۔ قرآن و سنت کی تبلیغ اگر جرم ہے تو یہ جرم ہر اہلحدیث کرتا ہے اور کرتا رہے گا، آپ نے مولانا یوسف پرسوری کے خفیہ اداروں کے ہاتھوں اغواء کو بائیکورٹ میں چیلنج کرنے کا اعلان کر دیا۔ اگلے دن کے اخبارات میں یہ خبر انتہائی نمایاں انداز میں شائع ہوئی۔ تو پیر کے روز ہی مولانا عبدالرشید حجازی نے خبر دی کہ مولانا یوسف پرسوری تانڈلیانوالہ پولیس کی تحویل میں ہیں۔ جیسے ہی خبر ملی کارکنان میں خوشی کی ایک لہر دو گئی۔ جناب ناظم اعلیٰ نے امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد ناظم پنجاب مولانا میاں محمود عباس، امیر ضلع مولانا قاری محمد حنیف ربانی، امیر سٹی پروفیسر سعید کلیری، ناظم سٹی حافظ عمران عریف اور راقم الحروف کو الگ الگ فون کر کے حکم دیا کہ آپ لوگ فیصل آباد جیل میں مولانا یوسف پرسوری سے ملاقات کریں اور انہیں جماعت کے ہر ممکن تعاون کا یقین دلائیں۔ ادھر آپ کے حکم سے پہلے ہی قائدین پنجاب پرسوری صاحب سے ملاقات کا پروگرام فائل کر چکے تھے، منگل کو مولانا محمد نعیم بٹ، پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، مولانا قاری محمد حنیف ربانی، مولانا پروفیسر سعید کلیری، صاحبزادہ حافظ عمران عریف، مولانا امتیاز محمدی، صدر اہلحدیث یوتھ فورس جناب حافظ محمد تکی اور ان کے والد محترم اور راقم الحروف پر مشتمل ایک قافلہ گوجرانوالہ سے چلا اور پتوکی مولانا میاں محمود عباس صاحب بھی اس قافلے کا حصہ بننے کے لیے فیصل آباد کی طرف چلے۔ یوں ایک بڑا وفد جیل میں مولانا محمد یوسف پرسوری سے ملا۔ اس سے قبل امی ضلع فیصل آباد مولانا عبدالرشید حجازی، ناظم ضلع مولانا ڈاکٹر طارق عباس بھی اپنے ایک وفد کے ہمراہ مولانا یوسف پرسوری سے مل چکے تھے۔ مولانا یوسف پرسوری نے جماعت کے قائدین کو دیکھا تو انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جماعت کے قائدین نے قیادت کا حق ادا کر دیا ہے میں مشکور ہوں سبھی بزرگوں کا خصوصاً امیر محترم قائد اہلحدیث علامہ ساجد میر، محسن جماعت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، مولانا محمد نعیم بٹ، پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، میاں محمود عباس اور ان کے رفقاء کا جنہوں نے میری گرفتاری کو ذاتی درد سمجھتے ہوئے ڈیل کیا، ثابت ہو گیا کہ جماعت کی قیادت زندہ و بیدار ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جیل کی دیواریں اور ہتھکڑیاں

حضرت مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی صفہ اسلامک سنٹر میں تشریف آوری

شہر گوجرانوالہ کے معروف اداروں میں صفہ اسلامک سنٹر بھی شامل ہے جس کے چیئرمین مولانا سلیم رؤف ڈائریکٹر محمد عارف بٹ، ملک نوید ادارہ کے روح رواں ہیں جبکہ حافظ احمد علی تو حیدری شعبہ تعلیم کے انچارج کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ادارہ میں تحفہ القرآن کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی باضابطہ اہتمام ہے۔ ادارہ کی انتظامیہ کی طرف سے جماعت کے مرکزی راہنما کو ایک انتہائی خوبصورت محفل میں تبلیغی و اصلاحی لیکچر کے لئے مدعو کیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد ادارہ کے تمام ذمہ دار، اساتذہ اور طلباء وسیع ہال میں موجود تھے۔ پروگرام کا آغاز اکیڈمی کے طالب علم نے وجد آفرین تلاوت قرآن مجید سے کیا، اس کے بعد حمد، نعت رسول مقبول پڑھی گئی۔ ایک طالب علم نے عربی اور دوسرے نے انگلش میں تقریر کی جو کہ مہمان خصوصی سمیت سب نے بہت پسند کی۔ پھر شعبہ تعلیم کے انچارج حافظ احمد علی تو حیدری نے مولانا بٹ صاحب کی دینی، سیاسی، سماجی، رفاہی اور جماعتی وابستگی کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے انہیں مایک پر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے خطبہ کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں فضیلت علم، خدمت والدین اور فرائض اولاد پر سر حاصل گفتگو جس سے طلباء کے علاوہ اساتذہ کرام بھی بہت محظوظ ہو رہے تھے۔ پھر دوران لیکچر وہ کبھی بکھارا شعرا اور انگلش جملوں کا بھی استعمال کرتے رہے جس سے ہال میں ایک عجیب سا ماحول بندھ گیا۔ آپ نے تقریباً ایک گھنٹہ کے خطاب میں کوزے میں دریا بند کر دیا۔

انہوں نے قرآن و سنت کو انسانی ترقی، کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ اور آخرت کے سنورنے کا نسخہ قرار دیتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مشن اور کارکردگی کو سراہا۔ شہر کے معروف عالم دین اور خطیب قاری احمد علی تو حیدری کی دعائے خیر پر اس خوبصورت محفل کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی اور دیرینہ جماعتی خیر خواہ رانا خضیب الحسن کے اعزاز میں پر تکلف عصرانہ پیش کیا گیا۔ پروگرام نظم و ضبط، حاضری کے اعتبار سے مکمل طور پر کامیاب رہا۔ بعد ازاں مہمان خصوصی کو پورے ادارہ کا وزٹ کروایا گیا۔ ادارہ کے عملہ نے پر خلوص دعاؤں سے مہمانوں کو الوداع کیا اور مہمان میزبانوں کو دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔

رپورٹ: ناظم صفہ اسلامک سنٹر

سیرت النبیؐ کا نفرنس

مورخہ 22 فروری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد

اہل حدیث مراکیواں سیالکوٹ میں سیرت النبیؐ کا نفرنس کا انعقاد جناب ملک عبدالقدوس امیر مراکیواں کی زیر صدارت کیا گیا۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اکرم زاہد بھٹوی، حضرت مولانا عبدالغفور طاہر، حضرت مولانا حافظ محمد افضل علوی، حضرت مولانا زکریا چیمہ، امیر تحصیل سیالکوٹ قاری خورشید عالم نے خطابات فرمائے۔ کانفرنس حاضری و خطابات کے اعتبار سے کامیاب رہی۔ منجانب: ڈاکٹر عبدالسمیع، ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

ضرورت لائبریرین

ایک تحقیقی ادارے میں اسٹنٹ لائبریرین کی ضرورت ہے، امیدوار لائبریری کے تجربہ کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور کمپیوٹر کا استعمال جانتا ہو۔ قابلیت کے مطابق معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔ برائے رابطہ 03204040536

درس قرآن

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک پنڈی میں 19 فروری بروز بدھ بعد نماز مغرب درس قرآن حضرت مولانا محمد حنیف ربانی کاموگی نے عظمت والدین اور توحید کے موضوع پر خطاب فرمایا جو ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ قاری عبدالغفار صدیقی خطیب مسجد ہذا

مفتی نصر اللہ، حاجی صدیق مدن پوری، مفتی کفایت اللہ شاکر، حافظ عبدالغفار آف ڈسکہ، حاجی محمد سعید تاندلیا نوالہ، قاری بشیر عزیز، جمال فرازی، حظلہ طور نے اپنے دیگر سینکڑوں کارکنوں کے ہمراہ شاندار استقبال کیا۔ مولانا محمد یوسف پسروری پر پھولوں کی پتیوں نچھاور کی گئیں۔ جیل روڈ فیصل آباد وغیرہ تکبیر اللہ اکبر، ہم سب کا ایک امیر ساجد میر ساجد میر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ جیل سے باہر آکر مولانا یوسف پسروری نے سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ کو فون کر کے ان کا، امیر محترم، ناظم اعلیٰ محترم اور پوری جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مولانا یوسف پسروری اپنے ساتھیوں عبداللطیف، محمد آصف چوہان ایڈووکیٹ (جنہوں نے عدالت میں مولانا کی بھرپور وکالت کی)، ثناء اللہ، نعیم شہزاد کے ہمراہ لاہور کی طرف عازم سفر ہوئے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جماعتوں کی زندگی میں ایسے ہی مواقع پر علم ہوتا ہے کہ کون سی جماعت کتنی متحرک، فعال اور بیدار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ اب جبکہ مولانا محمد یوسف پسروری صاحب ایک بار پھر میدان عمل میں آچکے ہیں، ہم ان کے لئے بھی دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور

اور ان سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے۔ آمین

رپورٹ: محمد امجد ظہیر سیکری نشر و اشاعت پنجاب

☆☆☆☆☆

ہمیں قرآن و سنت کی اشاعت سے نہیں روک سکتیں جب تک جسم میں جان ہے تب تک ہم اللہ کے دین کی حقیقی تعلیمات لوگوں تک پہنچاتے رہیں گے۔

ناظم اعلیٰ مرکزیہ حافظ عبدالکریم نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے بات کر کے جیل میں مولانا کے لیے آرام و آسائش اور ہر طرح کی سہولت فراہم کروائی۔ امیر محترم جناب سینئر پروفیسر ساجد میر کے حکم پر امیر ضلع فیصل آباد مولانا عبدالرشید تجازی روزنامہ صبح شام جیل میں مولانا یوسف پسروری صاحب کے لیے کھانا تیار کروا کر پہنچاتے رہے، اس ڈیوٹی AYFAYF فیصل آباد شہر کے صدر بخوبی انجام دیتے رہے۔

پھر بدھ کو مولانا کی ضمانت کی منظوری متوقع تھی مگر بعض ٹیکنیکل مسائل کی وجہ سے سول جج نے ضمانت لینے سے انکار کیا تو امیر محترم سینئر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے واپس لی گئی احتجاج کی کال بحال کرنے کا اعلان فرمایا اور تمام ضلعی امراء و ناظمین کو حکم فرمایا کہ جمعہ کا دن یوم احتجاج ہوگا۔ ہر مسجد میں قرارداد مذمت، جلسہ، جلوس، ریلی اور دھرے کا اہتمام کیا جائے۔ ملک بھر میں ایک بار پھر مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ لاہور میں پنجاب اسمبلی کے باہر مال روڈ پر ایک بڑا مظاہرہ اور دھڑا دیا گیا جس کی قیادت رانا محمد نصر اللہ خاں، بابر فاروق رحیمی، قاری عبدالستین اصغر، مولانا راشد بیگم کوٹی، مولانا سیف اللہ ارشد، مولانا محمد یونس ط، حافظ اشرف قر، مولانا مشتاق فاروقی، مولانا ممتاز احمد، قاری احسان اللہ احسان، قاری سعید اللہ سعید نے کی۔ اس دھرنے میں دوسرے اہل حدیث گروپوں کے نمائندگان بھی اظہار یکجہتی کیلئے شریک ہوئے۔

سرگودھا میں عظیم الشان ریلی نکالی گئی، قصور، جوبلی لکھا، فیصل آباد، جہلم، ملتان، خانیوال، چھانگا مانگا، اوکاڑہ، بہاولپور اور دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں ریلیاں اور جلوس اس بات کی علامت تھے کہ کارکنان جمعیت اپنے علماء کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں ہیں۔ زندہ بیدار جماعتیں کبھی اپنے کارکنان کو کھولے لٹولی نہیں ہوتیں۔ منگل 25 فروری کو سیشن کورٹ میں اپیل تھی جس کیلئے ضلع

فیصل آباد کے امیر مولانا عبدالرشید تجازی نے وکلاء کی سات رکنی کمیٹی تشکیل دی، متعلقہ پولیس افسران سے بار بار ملاقاتیں کیں اور ضمانت کے تمام انتظامات مکمل کیا۔ اس روز سیشن کورٹ سے مولانا کی ضمانت منظور ہوئی تو ملک بھر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے کارکنان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جیل سے رہائی کے وقت جیل سے باہر مولانا عبدالرشید تجازی، ڈاکٹر طارق عباس چوہدری، سکندر حیات ذکی، قاری محمد حنیف بھٹی، مولانا بہادر علی سیف، قاری محمد ارشد، سعید احمد انصاری، خالد محمود اعظم آبادی، یحییٰ مدنی، رانا محمد افضل، مولانا طیب معاذ، علامہ برق التوحیدی،

اخبار الجماعۃ

نفاذ اسلام کنونشن

2۔ فروری 2014ء، بروز اتوار، بمقام جامعہ ربانیہ سلفیہ کاموکی میں اہلحدیث یوتھ فورس ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ”نفاذ اسلام یوتھ کنونشن“ منعقد کیا گیا۔ جس میں ضلع بھر کے کارکنان نے بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ بھرپور شرکت کی۔ کنونشن کا آغاز دوپہر 12 بجے ہوا۔ تلاوت ”قاری عرفان الحق صابر نے کی۔ فداء الرحمن طیب اور عبدالوہاب صدیقی نے نظمیں پیش کیں۔ ”نفاذ اسلام یوتھ کنونشن“ زیر قیادت نعمت اللہ ظفر معاون صدر A.Y.F، حافظ محمد یحییٰ صدر ضلع گوجرانوالہ اور زیر اہتمام: حضرت مولانا قاری محمد حنیف ربانی انعقاد پذیر ہوا۔ نقابت کے فرائض ”عمر فاروق کیلانی“ جنرل سیکرٹری ضلع گوجرانوالہ نے ادا کئے۔ کنونشن سے ”حافظ محمد عمران تبسم صدر اہلحدیث یوتھ فورس پنجاب، ذوالفقار فاروقی نائب صدر A.Y.F پاکستان، حافظ فیصل افضل شیخ جنرل سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس اور حافظ ذاکر الرحمن صدیقی صدر اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان نے کارکنوں سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ مولانا محمد حسین مدنی امیر تحصیل کاموکی، مولانا قاری محمد حنیف ربانی امیر ضلع گوجرانوالہ، مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، مولانا طارق محمود یزدانی امیر ضلع گجرات اور شیر پنجاب حضرت مولانا منظور احمد نے بھی خطابات کئے۔ کارکنوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ملک میں نفاذ اسلام کے لیے تگ و دو جاری رکھیں گے اور تمام قسم کی مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہیں گے۔ کنونشن کی میزبانی اور سیکورٹی کے فرائض ”اہلحدیث یوتھ فورس کاموکی ٹی“ نے سرانجام دیئے، کنونشن کا اختتام سہ پہر 4 بجے شیر پنجاب کی دعا کے ساتھ کیا گیا۔

رپورٹ: عمر فاروق کیلانی جنرل سیکرٹری A.Y.F ضلع گوجرانوالہ

سیرت امام انبیاء کانفرنس

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث مراکیوال میں مورخہ 9 مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء سیرت امام انبیاء کانفرنس زیر صدارت ملک عبدالقدوس امیر مراکیوال منعقد ہوگی۔ ان شاء اللہ کانفرنس سے حضرت مولانا قاری محمد یعقوب فیصل آبادی، حضرت مولانا یوسف لاہوری اور مقامی علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

مخانب: ڈاکٹر عبدالمسیح ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

سانگلہ ہل کی خبریں

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل سانگلہ ہل کے منتخب امیر ڈاکٹر محمد احمد خالد کی زیر اہتمام جماعت کی تنظیم نو کی گئی ہے۔ جس میں تمام عہدیداروں کے فرائض اور ذمہ داریوں کو عملی شکل دی گئی ہے۔ کابینہ کے اراکین میں ڈاکٹر محمد احمد خالد امیر تحصیل سانگلہ ہل، محمد جاوید گھمن نائب امیر، قاری قدرت اللہ بلوچ ناظم، مولانا عطاء اللہ اثری سینئر نائب ناظم، محمد یونس رحمانی نائب ناظم، مولانا محمد اکرم شاکر ناظم تبلیغ، قاری تنزیل الرحمن نائب ناظم تبلیغ، میاں علی احمد ناظم مالیات، میاں محمد یوسف سینئر نائب ناظم مالیات، ابوذر شاکر نائب ناظم مالیات، محمود راسخ ناظم نشر و اشاعت، عبدالغفار سلفی سینئر نائب ناظم نشر و اشاعت، حافظ محمد عدنان نائب ناظم نشر و اشاعت شامل ہیں۔

☆ تحصیل نظم کے اراکین کا ماہانہ اجلاس باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ جس میں جماعت کی ترقی کے لیے غور و خوض اور مشاورت کے بعد مثبت تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ ہر اجلاس میں اراکین کی کارکردگی کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے۔

☆ تحصیل سطح پر مرکزی بیت المال کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس میں جمع ہونے والے فنڈ مستحقین پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس وقت مجموعی طور پر 135000 روپے مستحقین میں راشن کی تقسیم، علاج معالجہ، قرض حسد وغیرہ کی مددیں خرچ کیے جا چکے ہیں۔ ایسویس کی خریداری کے لیے الگ طور پر فنڈ جمع کیا جا رہا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی اپیل پر 30400 روپے سیلاب زدگان کی مدد میں جاری کیے گئے ہیں۔ ☆ تحصیل کی سطح پر 25 مساجد کے تمام نوٹس کومرکز کے ساتھ منسلک کر کے ایک مرکزیت قائم کی گئی ہے۔ جماعت کے ناراض اراکین کو جماعت کے ساتھ دوبارہ منسلک کیا گیا ہے۔ اتحادی مزید کوششیں جاری ہیں۔

☆ شعبہ نشر و اشاعت کے تحت قرآن و سنت پڑھنے لکھنے والے پینڈل، پوسٹر، بیئرز، فلیکس چھپوا کر تقسیم و آویزاں کئے گئے ہیں۔ ☆ شہر سانگلہ ہل میں چلنے والے کیبل نیٹ ورک پر پیغام ڈی کی نشریات چلانے کے لیے فنڈز جاری کئے گئے ہیں۔

☆ علماء کرام کے تبلیغی و اصلاحی دروس ترتیب دیئے گئے ہیں۔ تحصیل کی مختلف مساجد میں ہفتہ وار تبلیغی دروس کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا ہے۔ تبلیغی وفد مولانا محمد اکرم شاکر، قاری تنزیل الرحمن اور مولانا قاری قدرت اللہ بلوچ کی قیادت میں روانہ

ہوتے ہیں۔

☆ تحصیل کی مساجد میں مرحلہ وار سہ ماہی بنیادوں پر کانفرنسز ترتیب دی گئی ہیں، پہلی سہ ماہی کانفرنس محبت رسول ﷺ کے موضوع پر جامع مسجد عمر محلہ حاجی پارک میں 12 جنوری 2014ء کو بعد نماز عشاء منعقد کی گئی جس میں ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا محمد حنیف ربانی نے روح پرور خطاب کیا۔ علاوہ ازیں ہر چار ماہ بعد حسن قرأت، حمد و نعت، تقاریر اور گورنر پروگرام کے تحصیلی سطح پر مقابلہ جات کا انعقاد کیے جانے کا شیڈول مرتب کیا گیا ہے۔ ☆ 12 ربیع الاول کومرکزی جامع مسجد اہل حدیث باغوالی سانگلہ ہل میں سکولز و کالجز کے طلباء کے مابین حسن قرأت، حمد و نعت اور تقریری مقابلوں کا اہتمام کیا گیا جس میں تحصیل بھر کے پچاس سے زائد طلباء نے حصہ لیا۔ پروگرام صبح دس بجے سے دوپہر دو بجے تک نماز ظہر کے وقفہ بعد تک جاری رہا۔ مقابلوں میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں 4300 روپے کے نقد انعامات تقسیم کئے گئے۔

محمد راسخ ناظم نشر و اشاعت 0300-4804494

خطبہ جمعۃ المبارک

حافظ اصغر علی اور حافظ محمد ناصر کے تمکیل حفظ القرآن کے موقع پر مرکز تعلیم القرآن خالد نگر 18-GD اوکاڑہ میں 7 مارچ کا خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا قاری محمد یونس بلوچ ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

مخانب: قاری مظہر اقبال عابد ناظم مرکز ہذا

تعاون کی اپیل

مدرسہ تعلیم القرآن مرکزی جامع مسجد نمبرہ اہلحدیث کالونی چک 126 جنوبی ضلع سرگودھا کی چھت کیلئے -/4,000 نائل کی ضرورت ہے۔ محتر حضرات تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مخانب: محمد عبداللہ 0341-4301428

اپیل دعاء صحت

میرے برادر اکبر مولانا محمد عالم بٹ جو عمرہ 4 ماہ سے علیل اور میوہ ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی جلد صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔ شکریہ! محمد منشاء بٹ ناظم جامعہ محمدیہ چک پوریاں ضلع گوجرانوالہ

ضرورت رشتہ

ایک دوشیزہ کیلئے پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے ڈو فیملی، سکھیرا، جو رشتہ رابطہ کریں۔ ترجیحاً ضلع بہاولنگر، عارف والا، ساہیوال رابطہ کر سکتے ہیں۔ 0312-6942252

خطبة جمعة المبارک

21 فروری 2014ء کا خطبہ جمعہ المبارک مولانا قاری شفیق الرحمن صاحب نے محبت رسول ﷺ کے موضوع پر چک نمبر 112-R.B علی آباد میں ارشاد فرمایا۔ ان کا بیان بڑا پرتاثر تھا لوگوں نے ان کے بیان کو سراہا اور اپنی زندگیوں کو سنت رسول ﷺ کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا۔

منجانب: عبدالغفور وہلہ علی آباد سانگلہ مل

اہلحدیث یوتھ فورس ضلع راجن پور کا تربیتی اجلاس

مورخہ 8 مارچ بروز ہفتہ 2 بجے بمقام جامعہ محمدیہ الہمدیث
جام پور۔ زیر صدارت جناب حافظ محمد عامر عبدالوکیل صدیقی
A.Y.F جنوبی پنجاب، جناب ڈاکٹر عبدالکریم ندیم جنرل
سیکریٹری A.Y.F جنوبی پنجاب، خصوصی شرکت حضرت مولانا
عبدالمنان شورش، زیر نگرانی حضرت مولانا محمد اسماعیل ساجد
نائب ناظم پنجاب، رابطہ نگران غلام مجتبیٰ رابطہ سیکریٹری A.Y.F
جنوبی پنجاب، اہل حدیث یوتھ فورس ضلع راجن پور کی کابینہ،
شورمی تحصیلوں کی کابینہ اور اراکین ضلعی تربیتی اجلاس میں اپنی
شرکت کو یقینی بنائیں۔

منجانب:- پروفیسر شاہ خالد ضلعی صدر A.Y.F ضلع راجن پور

مبارک باد

ہم ممتاز عالم دین مولانا سید بسطین شاہ نقوی کو مرکزی
جمعیت اہل حدیث پاکستان میں شمولیت پر دل کی اتھار گہرائیوں
سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب
کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور ان کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین!
منجانب:۔ حافظ صفوان احمد فاروقی A.S.F ضلع لاہور

درخواست دعاء صحت

جناب عبدالجید اور عبدالوحید صاحب آب پارہ اسلام آباد کی والدہ صاحبہ کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہ پاک انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے آمین! دعا گو: قاری محمد اشرف فاروقی حافظ والہ ملتان

چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس

جامعہ عثمانیہ اہل حدیث فیروز والاں ضلع شیخوپورہ میں چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس 14 اپریل بروز سوموار بعد نماز عشاء منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں علامہ زبیر احمد ظہیر، مولانا قاری صہیب احمد میجرمہری، مولانا محمد یوسف پرسوری، مولانا اسماعیل عتیق و دیگر علمائے کرام خطابات فرمائیں گے۔ احباب سے شرکت کی خصوصی اپیل ہے۔ مخائب:- ابو عبد اللہ محمد نواز ضاء، ناظم

[illegible]

تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

حج و عمرہ سروسز میں با اعتماد نام
احباب جماعت کے لیے
خصوصی رعایت

5282: انسفس نمبر

عمره گروپ

خوبصورت اور قریب ترین انٹرکنٹینٹل ہوٹل کی رہائش

28 21 15
دن کے معیاری پیکیجز

وہی، ملائیشیا اور سنگاپور کے وزٹ ویزے

چیف ایگزیکٹو
حافظ عبد الحفیظ

مینجر: حماد مدنی
0333-4005913
042-37536747

0322-6662333
0302-4580611

آفس نمبر 8، فرسٹ فلور، 25۔ ابرار سینٹر وحدت روڈ لاہور

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

گولڈن

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

امپورٹڈ U.P.S

بھی دستیاب ہیں۔

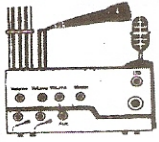
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارن، سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام سلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹرز ایم اے اکرام مغل (ماہر مکنیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

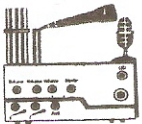
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارن، سینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام سلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹرز محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

قاری حافظ احمد علی توحیدی کو صدمہ

گزشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ سٹی کے نائب ناظم قاری حافظ احمد علی توحیدی کی والدہ محترمہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ اللہ دانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ حافظ صاحب نے خود پڑھائی۔ مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ، حافظ عبدالستار حامد امیر پنجاب، مولانا صادق عتیق، پروفیسر سعید کلیدی، حافظ عمران عریف، مولانا غضیب الحسن، مولانا امتیاز محمدی، مولانا محمد ابرار ظہیر، مولانا عارف اثری، مولانا سلیم، عبدالرحمن عظیم مغل و دیگر علمائے کرام، سیاسی و سماجی رہنماؤں سمیت احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحومہ نیک طینت، پابند صوم و صلوة اور شب بیدار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو درگزر فرماتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ سٹی

خطبہ جمعۃ المبارک

جامع مسجد ربانی اہل حدیث مانانوالہ (شہوپورہ) میں 21 فروری کا خطبہ جمعۃ المبارک مولانا امین الرحمن ساجد نے الاستغفار کے موضوع پر پڑھایا۔ ان کا بیان بڑا جامع و مدلل تھا۔ حاضرین نے ان کا خطبہ سن کر اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ منجانب: ابوسفیان بھٹہ صدر A.S.F تحصیل شہوپورہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مابوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

مرکزی جمعیت اہل حدیث احمد پورہ مرید کے زیر اہتمام

زیر نفلت
ڈاکٹر حافظ عبدالکریم
ناظم اہل مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

صلی اللہ
علیہ وسلم
کانفرنس

سالانہ مرشد اعظم

زیر امارت
سینئر پروفیسر ساجد میر
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

5 اپریل بروز ہفتہ عصر تارات گئے

مقرین

☆ قاری محمد حنیف ربانی ☆ پروفیسر عبدالرزاق ساجد ☆ قاری سیف اللہ خالد ملتانی،
☆ علامہ محمد عمر صدیق ☆ حافظ بنیامین عابد، ☆ حافظ محمد یوسف پسوری ☆ ابوبکر سلطان یزدانی
ودیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

الداعی الی الخیر: حافظ عطاء الرحمن عامر ناظم مرکزی ضلع شیخوپورہ 0315-4112356، 0300-4112356

دکھی انسانیت کے نام

آج تیار انسانیت عطائی محلین کے ہاتھوں اپنا مرض بوجھا کر سسک کر دم لے رہی ہے۔ میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تھہرنا اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خوشی خوشی ہوں اور سسکے کیاب روست بروست وغیرہ بھی کھائے جائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نہ لڑکا کم کو فائدہ ہو جائے جگر کی تحریک میں گھی کا کھانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فہر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران کم از کم ایک لاکھ ٹکلی وغیرہ ٹکلی مرلیوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ پتھرار ہوں دوا پوارہ اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدا نخواستہ آپ یا آپ کا جائزہ والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفا کے کاملہ و عاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی تشدد اور دوائی نہیں ہے، کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے، کوئی کشیدہ شدہ دوائی نہیں ہے، کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے چند روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔	1	شکر	11	خواب میں ڈرنا	21	کی خون	31	بواسیر	41	السر	51	اماس
☆ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔	2	سلسلہ ایول	12	بول بستی	22	بال گرنا	32	اعضاء کا سن ہونا	42	کولسرول	52	یرقان
☆ شفا کی کارڈ نمبر 35103-1466875-3	3	سوزہ	13	شکری	23	بال سفید ہونا	33	کیرا	43	تھیراپی	53	استقنا
☆ اکاؤنٹ نمبر حبیب بینک (عمر آباد) 13487900227901	4	پے خونی	14	در	24	بال چہ	34	مال خویا	44	امراض زنانہ	54	دل میں سوراخ
☆ اکاؤنٹ نمبر میزان بینک (پتھکی) 7001-0101053034	5	سوتا پا	15	خس	25	مچھاپن	35	فیشش	45	امراض مردانہ	55	بے اولادی زنانہ
	6	بھڑول	16	دعہ الغافل	26	مہرے مل جانا	36	رعشہ	46	پس بکل	56	بے اولادی مردانہ
	7	مال بستا	17	تکر الغافل	27	تھک کرنا	37	مرگی	47	ضعیف بکر	57	ہونفلیا
	8	مصائب	18	مختفیا	28	برس	38	دل کا درد	48	ضعیف قلب	58	لیوکیما
	9	لکنت	19	عرق اثناء	29	رومباں	39	اچھارہ	49	ضعیف دماغ	59	تھیلہ سیما
	10	شقیقہ	20	دہلپن	30	ٹی ٹی	40	بلڈ پریشر	50	جنون	60	نامردی

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتھکی ڈویژن لاہور فون: 0345-7545119، 0313-7545119

علماء کنونشن

(ضلع بھکر، ضلع میانوالی، ضلع لیہ کے علماء اہل حدیث کے لیے)

پروگرام
ان شاء اللہ

9 مارچ 2014 بروز اتوار

بوقت 11 تا 4 بجے دن

جامعہ اسلامیہ فیہ اڈا جہان خان ضلع بھکر

نامور ادیب مصنف فاضل نوجوان
مسک اہل حدیث کا امیر تاجا، واسورج
حافظ عبدالمنان
آف فیصل آباد

محدث اصغر شیخ الحدیث و الشیخ
استاذ الاساتذہ
مولا نا ارشاد الحق اثری
آف فیصل آباد

اس علماء کنونشن (تربیتی نشست) میں آپکو بعد احترام دعوت دی جاتی ہے، آپ خود بھی بروقت تشریف لائیں اور دیگر علماء کو بھی بھرپور دعوت دیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

خادم العلماء ومسک اہل حدیث حافظ محمد عرفان اسعد ناظم جامعہ اسلامیہ سلفیہ تحفیظ القرآن

واراکن مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس اڈا جہان خان ضلع بھکر

Cell: 0300-7272236, 0335-7272236

الدعۃ الخیر

مسک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورلرنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ زیر تقسیم ہے۔

(1) کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ (ایک سوال کی 10 شکلیں)

(3) اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

(2) نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت

(7) آمین بالجہر کا ثبوت

(6) سورہ فاتحہ خلف الامام

(5) اثبات رفع الیدین

(4) نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات

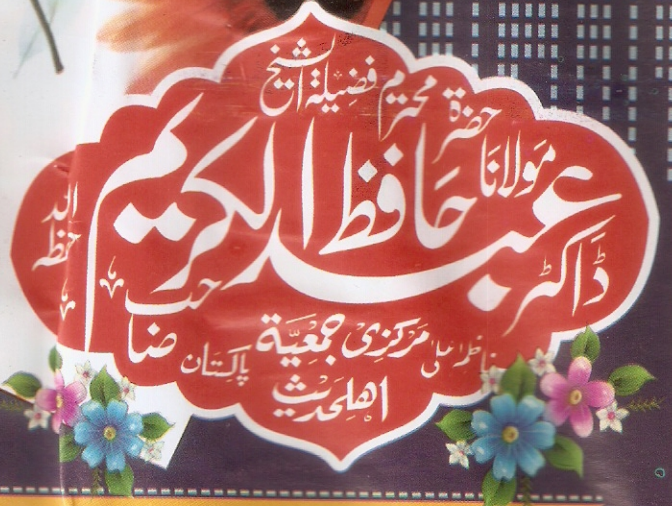
ملک کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین اور دینی اداروں کے سربراہان مذکورہ بالا مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے اپنے زیر انتظام مساجد و مراکز میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ بہترین اور موثر ذریعہ ہے۔ (رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک)

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت میں ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

محمد حسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473



PAIGHAM TV



کے حسن انتخاب پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

سیدنا محمد بن حنفیہ
ندیم رضائی
حاجی

چیئرمین مالیاتی کمیٹی پیغام ٹی وی

منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

میاں محمد راشد

رکن مجلس شوریٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

(مولانا) عبدالباقی شیخوپوری

ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

منجانب